MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL
ماهنامہ
لاہور
مرآۃ العارفین انٹرنیشنل
جلد نمبر 23
شمارہ نمبر 12
اپریل 2023ء، رمضان المبارک/شوال المکرم 1444ھ
WWW.MIRRAT.COM

دورِ حاضر میں بڑھتے ہوئے اخلاقی اور روحانی بحران کے تدارک اور قومی و ملی ذمہ داریوں کے بنیادی شعور کو اجاگر کرنے کے لئے

اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین

دربارِ عالیہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ

کے زیرِ اہتمام پورے پاکستان میں سالانہ اجتماعات

زیرِ صدارت

سرپرستِ اعلیٰ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین

جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی (مدظلہ الاقدس) سروری قادری

معاشرہ کے ہر مکتبۂ فکر اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی شرکت

رزق کی قدر کیجئے!!!

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اور اسراف اور فضول خرچ کرنے سے بچو۔

(الاسراء:26)

FOOD SECURITY

فوڈ سیکیورٹی

کا ایک مقصد خوراک کے ضیاع کو روکنا ہے

پاکستان کا شمار شدید غذائی قلت و بحران کا سامنا کرنے والے ممالک میں ہوتا ہے۔

لہٰذا! بحیثیت پاکستانی شہری ہم پر لازم ہے کہ

- قومی وسائل کی بچت کریں
- اشیائے خوردونوش کا احتیاط سے استعمال کریں
- اور بالخصوص مختلف تقریبات جیسے شادی بیاہ، اجتماعات اور دیگر پروگرامز میں بے تحاشا ضائع ہونے والی خوراک پہ قابو پائیں تاکہ فوڈ سیکیورٹی کے مسئلے سے نمٹا جا سکے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سُلطان محمد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

مسلسل اشاعت کا تئیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

اپریل 2023ء، رمضان المبارک / شوال المکرم 1444ھ

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ:
- سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ
- مفتی محمد شیر القادری
- افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر:
- محمد احمد رضا
- واصف علی

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	مہتاب احمد
کراچی	لئیق احمد
فیصل آباد	ڈاکٹر غضنفر عباس
ملتان	شبیر حسین
لاہور	حافظ محمد ریحان
کوئٹہ	رسالت حسین
پشاور	سید حسین علی شاہ

بیرون ممالک نمائندے

ممالک	نمائندگان
اٹلی	چوہدری ناصر حسین
انگلینڈ	منظور احمد خان
ساؤتھ افریقہ	آصف ملک
سعودی عرب	مہر کریم بخش
سپین	محمد عقیل
کینیڈا	ثقلین عباس
متحدہ عرب امارات	نصیر شاہ
ملائشیاء	محمد شفقت
یونان	محمد شکیل

فی شمارہ نیوز پیپر 70 روپے — سالانہ (ممبرشپ) 840 روپے

فی شمارہ آرٹ پیپر 100 روپے — سالانہ (ممبرشپ) 1200 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

نِکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1 اقتباس		3
اداریہ		
2 دستک		4
قومی و بین الاقوامی		
3 ترکیہ اور شام میں قدرتی آفات اور تاریخی و ثقافتی ورثے کا تحفظ	آرکیٹیکٹ حسن رضا	6
گوشۂ اقبال		
4 نوعِ انساں را پیامِ آخریں	حافظ محمد شہباز عزیز	12
تعلیماتِ اسلامیہ		
5 تعارفِ انسان قرآن و سنت کی روشنی میں	لئیق احمد	20
تذکرہ		
6 تاج المحدثین امام ابو نعیم اصفہانی (رحمۃ اللہ علیہ)	مفتی محمد صدیق خان قادری	26
صلائے عام		
7 سالانہ ملک گیر دورہ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین (رپورٹ)	ادارہ	30
باھُو شناسی		
8 شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	48
9 Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-8676572

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندروڈ، لاہور سے چھپوا کر بیسمنٹ خواجہ آرکیڈ کیمیکل مارکیٹ، بندروڈ لاہور سے شائع کیا

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ" (یونس:58)

"تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں- وہ ان کے سب دَھن دولت سے بہتر ہے"-

"حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جب (رمضان کی) آخری رات ہوتی ہے ان (روزہ داروں) کو بخش دیا جاتا ہے- ایک صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عرض کی (یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)): کیا یہ (آخری رات) شبِ قدر ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: نہیں- بلکہ جب مزدور اپنے کام سے فارغ ہو جاتا ہے تو اسے مکمل مزدوری دی جاتی ہے"- (مسند أحمد بن حنبل)

سرِّ ربّانی محبوبِ سبحانی غوث الاعظم محی الدین
سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
فرمان

"سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: عید الفطر کی رات میں اللہ عزوجل اس شخص کو پورا اجر عطا فرماتا ہے جس نے رمضان المبارک کے مہینے میں روزے رکھے- عید الفطر کی صبح اللہ عزوجل فرشتوں کو حکم ارشاد فرماتا ہے اور وہ زمین کی طرف اترتے ہیں اور گلیوں کے کناروں اور چوکوں پر بلند آواز سے اعلان کرتے ہیں، جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق سُنتی ہے (فرشتے کہتے ہیں) اے اُمتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اپنے رب کی طرف نکلو، وہ تھوڑے عمل کو قبول فرماتا ہے، زیادہ اجر عطا فرماتا ہے اور بہت بڑے گناہ کو بخش دیتا ہے- جب وہ عید گاہ میں پہنچتے ہیں اور نماز پڑھ کر دعا مانگتے ہیں تو اللہ عزوجل ان کی ہر حاجت کو پورا فرما دیتا ہے ان کے ہر سوال کو قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو بخش دیتا ہے، چنانچہ وہ اس حال میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں"-

(غنیۃ الطالبین)

سلطان العارفین
حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ
فرمان

اکھیں سرخ موہیں تے زردی ہر ولوں دل آہیں ھو
مہا مہاڑ خوشبوئی والا پہونتا ونج کداہیں ھو
عشق مشک نہ چھپے رہندے ظاہر تھیں اتھاہیں ھو
نام فقیر تنہاندا باھو جنہاں لامکانی باہیں ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

ایمان، اتحاد، تنظیم

"مسلمانوں کو میری جانب سے پُر مسرت عید سعید مبارک ہو، مسلمانوں کے دیگر تمام تہوار بھی اسلام کے عالمی تہوار ہیں جو دنیا کے تمام ممالک اور آب و ہوا میں منائے جاتے ہیں- عید الفطر روحانی اور مادی اتحاد اور اخوت کی علامت ہے- آیئے، ہم اس عظیم اور مبارک دن عہد کریں کہ ہم دنیا کے موجودہ اور مستقبل کے نئے نظام میں اسلامی ورثہ کی روشنی کے مطابق اپنا حقیقی مقام حاصل کر کے رہیں گے (ان شاء اللہ)"- (11 اکتوبر، 1942ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

غرہء شوال! اے نور نگاہ روزہ دار
آ کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار
کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ

(بانگِ درا)

سعودیہ-ایران تعلقات

گزشتہ دنوں چین کی ثالثی میں برادر اسلامی ممالک سعودی عرب اور ایران کے مابین سفارتی تعلقات کی بحالی کا سامنے آنے والا معاہدہ انتہائی اہم پیش رفت اور خوش آئند اقدام ہے-اخباری اطلاعات کے مطابق، چین کے شہر بیجنگ میں دونوں ممالک کے اعلیٰ حکام کے مابین 6 سے 10 مارچ کے دوران ہونے والے مذاکرات کے اختتام پر اس معاہدے کا اعلان کیا گیا- اس معاہدے کی رو سے یہ طے پایا ہے کہ دونوں ممالک ایک ماہ میں سفارتی تعلقات بحال کر لیں گے، ایک دوسرے کی خودمختاری کا احترام کریں گے اور اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے- مشترکہ اعلامیہ کے مطابق، اس معاہدے کا مقصد دونوں ممالک کے مابین ”اچھے ہمسایہ تعلقات“ کو فروغ دینا ہے اور پائے جانے والے اختلافات کو بات چیت اور سفارت کاری کے ذریعے حل کرنا ہے-اس پیش رفت کے بعد، ایرانی حکام کی طرف سے یہ بیان جاری کیا گیا کہ سعودی فرمانروا شاہ سلمان بن عبد العزیز نے ایران کے صدر ابراہیم رئیسی کو سعودی عرب کا دورہ کرنے کی دعوت دی جس کا انہوں نے خیر مقدم کیا- اس کے علاوہ سعودی عرب نے ایک اور عرب ملک شام سے بھی اپنے سفارتی تعلقات کو بحال کرنے کا عندیہ دیا ہے-

بانیانِ پاکستان کے وژن کے مطابق اور اپنی خارجہ پالیسی کے بنیادوں اصولوں کے تحت پاکستان نے ہمیشہ امت مسلمہ کے درمیان تنازعات کو حل کرنے اور اتحاد کو فروغ دینے کے لئے اپنا اہم کردار ادا کیا ہے-حکومتِ پاکستان کے کئی سربراہانِ مملکت سمیت اعلیٰ سطحی وفود نے دونوں برادر اسلامی ممالک کے مابین کشیدگی کو کم کروانے کے لیے ذاتی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے دونوں ممالک کے دورے بھی کئے-اس پہ کئی جہات سے ماہرین و محققین بات کرتے ہیں کہ عرب ایران کشیدگی سے متاثر ہونے والے ممالک میں پاکستان بھی ہے، اس لئے اگر مشرقِ وسطیٰ کے برادر اسلامی ممالک میں سیاسی تناؤ میں کمی ہوتی ہے اور تعلقات غیر کشیدگی کی طرف جاتے ہیں تو پاکستان کیلئے داخلی سطح پر خوش آئند ہو گا-دونوں ممالک کے درمیان حالیہ پیش رفت پر پاکستان کے وزیر اعظم اور دفتر خارجہ نے چین کے مصالحتی کردار کو سراہتے ہوئے اس پیش رفت کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور کہا کہ اس سفارتی اقدام سے علاقائی امن و استحکام کو بڑھانے میں مدد ملے گی-پاکستان کو پختہ یقین ہے کہ یہ اہم سفارتی پیش رفت خطے اور اس سے باہر امن و استحکام میں معاون ثابت ہو گی-پاکستانی دفتر خارجہ نے اس عزم کو دہراتے ہوئے کہا کہ دونوں برادر ممالک کے درمیان خلیج کو پر کرنے کے لیے مسلسل تعاون اور ہم آہنگی کی کوششوں کی تاریخ کے ساتھ، پاکستان مشرق وسطیٰ اور خطے میں تعمیری کردار ادا کرتا رہے گا-

یہاں یہ بات قابل ذکر رہے کہ دونوں ممالک سعودی عرب اور ایران مشرق وسطیٰ کے انتہائی اہم ممالک اور اسلامی دنیا میں اپنی ایک اہمیت رکھتے ہیں-اس لئے دونوں ممالک کے مابین تنازعات یا امن و امان کا اثر نہ صرف خطے کے اوپر بلکہ پوری اسلامی دنیا پر پڑتا ہے-

مشرق وسطیٰ کا خطہ تنازعات، بلاک پالیٹکس، فرقہ ورانہ سیاست، گروہ بندیوں اور جنگوں کی وجہ سے کئی دہائیوں سے سلگتا رہا ہے-یمن، شام، عراق، لیبیا، قطر اور دیگر متعدد ممالک ان تنازعات کی وجہ سے متاثر ہوئے ہیں-سعودی عرب اور ایران کے مابین ہونے والی یہ پیش رفت نہ صرف خطے کی سلامتی اور استحکام کی راہ ہموار کرے گی بلکہ پوری اسلامی دنیا میں اتحاد و یگانگت کو بھی فروغ ملے گا-اسلامی دنیا خصوصاً او آئی سی کے دو اہم ممالک کے مابین اتحاد و یگانگت سے مسئلہ فلسطین کے پر امن حل کے لیے اہم پیش رفت ہو سکتی ہے-دونوں ممالک کا مسئلہ فلسطین پر اصولی مؤقف اس جانب راہ ہموار کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے-دونوں ممالک مسئلہ کشمیر پر بھی پاکستان کے مؤقف کی اہمیت کرتے آئے ہیں-آج امت مسلمہ بطور امت کئی محاذ پر بے شمار چیلنجز اور مسائل کا سامنا کر رہی ہے-ان چیلنجز سے نمٹنے کے لئے امت کے مابین اتحاد و اتفاق اور یگانگت کو پروان چڑھانے کی ضرورت ہے-

پاکستان کے نظام صحت پر ایک جائزہ

کسی بھی ملک یا معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کا انحصار جن بنیادی چیزوں کی فراہمی پر ہوتا ہے ان میں تعلیم، روزگار کے مواقع اور تحفظ کے ساتھ ساتھ صحت کی سہولیات کی فراہمی بھی شامل ہے۔ صحت کی سہولت، بنیادی انسانی حقوق میں سے ایک تصور کی جاتی ہے کیونکہ بنیادی صحت کا حق ہر فرد کو حاصل ہے۔ یہ ریاست ہی کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ شہریوں کو علاج معالجے کی سستی اور معیاری سہولیات فراہم کرے۔ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 38 بھی یہ واضح کرتا ہے کہ مملکت اپنے تمام شہریوں کو بلا امتیاز مذہب، جنس، ذات، عقیدہ اور نسل، زندگی کی بنیادی ضرورتوں بشمول صحت اور علاج معالجہ کی سہولیات مہیا کرے۔ پاکستان بین الاقوامی سطح پر بھی صحت کی سہولیات کی فراہمی سے متعلق متعدد دستاویزات پر دستخط کر چکا ہے۔

بدقسمتی سے پاکستان میں صحت کی سہولیات کی فراہمی نہ ہونے کے برابر اور شعبے کے بنیادی ڈھانچے میں کافی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ جس کا اندازہ اس بات سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ صحت کی سہولیات کے حساب سے 195 ممالک میں پاکستان 154 ویں نمبر پر آتا ہے۔ پاکستان ان ممالک میں سرِ فہرست ہے جو اپنے جی ڈی پی کا انتہائی قلیل حصہ صحت پر خرچ کرتے ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق حکومتوں کو جی ڈی پی کا کم از کم 6 فیصد صحت پر خرچ کرنا ضروری ہے جبکہ پاکستان 1.4 فیصد خرچ کر رہا ہے جو کہ انتہائی کم ہے۔

معروف جریدے 'دی لانسیٹ' کی تحقیق کے مطابق پاکستان کی کارکردگی تپ دق، اسہال کی بیماریوں، نوزائیدہ بچوں کی بیماریوں، رحم کے کینسر اور لیوکیمیا سمیت دیگر عام بیماریوں کو کنٹرول کرنے میں بری رہی ہے۔ صحت کی سہولیات عدم فراہمی کے باعث ہر سال مختلف عمر کے ہزاروں افراد موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ مثلاً یونیسیف کی رپورٹ کے مطابق ہر سال ملک بھر میں تقریباً 91000 بچے نمونیا اور 53300 اسہال سے مرجاتے ہیں۔ یونیسیف کے مطابق، تقریباً ایک کروڑ پاکستانی بچے اسٹنٹنگ کا شکار ہیں۔ پاکستان میں ہر سال ٹی بی کے 6 لاکھ کیسز رپورٹ ہوتے ہیں جبکہ لگ بھگ 44000 لوگ انفیکشن سے مرجاتے ہیں۔ نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں اس وقت دو لاکھ 10 ہزار افراد ایچ آئی وی کا شکار ہیں، جن میں سے تقریباً 54 ہزار ملک میں قائم 51 ایڈز مراکز میں رجسٹرڈ ہیں۔ یو این ایڈز کے اعداد و شمار کے مطابق 2010 سے پاکستان میں ایڈز کے کیسز میں 84 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

دیگر بیماریوں کی طرح پاکستان بصارتی امراض کا بھی شکار ملک ہے جہاں بینائی سے متاثرہ افراد کی ساتویں بڑی تعداد رہائش پذیر ہے۔ ملک کی 11.8 فیصد آبادی کو بصارت کے مسائل درپیش ہیں۔ نابینا پن کے روک تھام کی بین الاقوامی ایجنسی (آئی اے پی بی) کے مطابق پاکستان کے 26.3 ملین افراد خراب بینائی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

کورونا وباء کے دوران جہاں پوری دنیا میں صحت کے نظام میں پائی جانے والی خرابیاں اور کمزوریاں سامنے آئیں، وہیں پاکستان جیسے کم ترقی یافتہ ممالک میں اس وباء کو صحت کا شعبہ مکمل طور قابو نہیں پا سکا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وباء کے دوران این سی او سی کا قیام اور حکومت کی سمارٹ لاک ڈاؤن کی پالیسی کافی حد تک کامیاب رہی جس سے بڑھتے ہوئے کورونا کیسز پر قابو پایا گیا۔ گزشتہ حکومت نے پاکستان کی پہلی مرتبہ قومی سلامتی پالیسی کا اجراء کیا جس میں صحت کے شعبے کے متعلق خصوصاً ذکر کیا گیا ہے۔ اس پالیسی کے مطابق ریاست ایسے اقدامات اٹھائے گی جس سے معیاری صحت کی دیکھ بھال کو مزید سستا بنانے کے علاوہ بیماریوں کی روک تھام کے نظام کو مزید مضبوط کیا جائے گا۔ غذائی قلت اور سٹنٹنگ کو دور کرنے کی کوششوں کو مزید تیز کیا جائے گا۔ اس بات کا بھی اعادہ کیا گیا کہ ایک صحت مند اور متحرک پاکستان کیلئے وبائی امراض اور ان کے ردعمل کا طریقہ کار وضع کیا جائے گا۔

پاکستان میں سرکاری سطح پر صحت کا شعبہ تباہی کے سنگین دہانے پر ہے جبکہ پرائیویٹ سیکٹر میں قدرے مہنگے لیکن علاج و معالجے کی بہتر سہولیات میسر ہیں۔ اگر حکومت اس طرف مکمل طور پر توجہ دے تو اس میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ جس کیلئے صحت پر خرچ ہونی والی رقم کو عالمی معیار کے مطابق لانا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ درست طریقے سے پالیسیوں پر عمل درآمد کرکے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ڈاکٹرز اپنی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے انجام دیں۔ اکثر اوقات سرکاری ڈاکٹرز مریضوں کا ہسپتال کی بجائے پرائیویٹ کلینک چیک اپ کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں میں صفائی ستھرائی کو یقینی بنایا جائے۔ ادویات کی قیمتوں میں بڑھتے ہوئے اضافے کو روکنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں صحت کا شعبہ واقعی مسائل کا شکار ہے جو کہ صحت کے بین الاقوامی معیار پر پورا نہیں اترتا۔ حکومت کو صحت کے شعبے میں بہتری لانے اور اس شعبے میں درپیش تمام چیلنجز پر قابو پانے کے لیے مضبوط اقدام اٹھانے کی ضرورت ہے۔

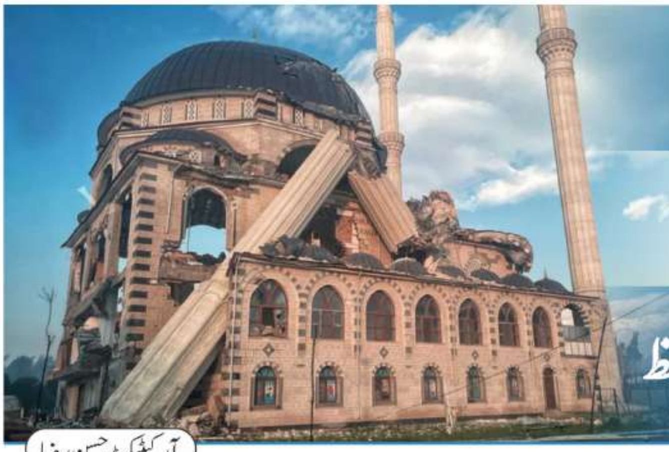

ترکیہ اور شام میں قدرتی آفات اور تاریخی و ثقافتی ورثے کا تحفظ

آرکیٹیکٹ حسن رضا

ثقافتی ورثہ کیا ہوتا ہے؟

دنیا میں ہر معاشرہ اپنی مخصوص روایات، تہذیب و تمدن اور جداگانہ ثقافت رکھتا ہے جو کہ اسے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہوتی ہے- یہ تمام چیزیں ثقافتی ورثہ کہلاتی ہیں- ثقافتی ورثہ انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والی تمام اشیاء کا احاطہ کرتا ہے-

اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (یونیسکو) کے مطابق:

”ثقافتی ورثے میں نوادرات، یادگاریں، عمارتیں اور مختلف مقامات کا گروہ اور عجائب گھر وغیرہ شامل ہیں، جن میں اقدار کا تنوع ہے، تاریخی، جمالیاتی، علامتی، نسلی، فنکارانہ، سائنسی اور سماجی اہمیت شامل ہیں“-

ثقافتی ورثے کی مزید دو اقسام ہیں:

1. مادی ورثہ: Tangible

وہ ورثہ جس کو دیکھا، چھوا اور پرکھا جا سکے - ٹھوس ورثے کی مثالوں میں عمارتیں، یادگاریں، آثار قدیمہ کے مقامات، فن پارے، دستکاری اور روایتی ملبوسات شامل ہیں-

2. غیر مادی: Intangible

وہ ورثہ جو اپنا جسمانی وجود نہیں رکھتا مگر نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے- غیر مادی ورثے میں فنِ موسیقی، رقص، قصہ گوئی، زبانی روایات، رسومات، اقدار، تمدنی روایات، تہوار اور روایتی علم شامل ہیں-[1]

United Nations
Educational, Scientific and
Cultural Organization

جنگ عظیم دوئم میں ثقافتی ورثے کے مقامات، یادگاروں اور عمارتوں کی وسیع پیمانے پر تباہی ہوئی، جس کے نتیجے میں ثقافتی ورثے کے تحفظ کی ضرورت کو عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا- یونیسکو 1945ء میں قائم کی گئی تھی جس کا مقصد تعلیم، سائنس اور ثقافت کے شعبوں میں بین الاقوامی تعاون کو فروغ دینا تھا- یونیسکو کے ابتدائی اقدامات میں سے ایک 1954ء میں مسلح تصادم کی صورت میں ثقافتی املاک کے تحفظ کے لیے کنونشن کو اپنانا تھا، جس کا مقصد جنگ کے دوران ثقافتی ورثے کی تباہی کو روکنا تھا- وقت گزرنے کے ساتھ، یونیسکو نے ثقافتی ورثے کے تحفظ کیلیے پالیسیاں اور اقدامات جاری رکھے، جس میں 1972ء میں عالمی ثقافتی ورثہ کنونشن کو اپنانا بھی شامل ہے، جس نے آفاقی قدر کے ثقافتی اور قدرتی ورثے کے مقامات کی شناخت اور تحفظ کے لیے ایک نظام قائم کیا- یونیسکو ثقافتی ورثے کی بحالی اور تحفظ کے شعبوں میں بین الاقوامی تعاون کو بھی فروغ دیتا ہے اور ثقافتی ورثے کے تحفظ کی خاطر بیداری پیدا کرنے اور تعاون کو متحرک کرنے کے لیے مختلف حکومتوں، این جی اوز اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے-[2]

[1]https://uis.unesco.org/en/glossary-term/cultural-heritage
[2]https://en.wikipedia.org/wiki/UNESCO

مختلف قدرتی آفات اور انسانی پیدا کردہ آفات ثقافتی و قدرتی ورثے کے مقامات کی شناخت اور تحفظ کے لیے کئی طریقوں سے ایک اہم خطرہ بن سکتی ہیں جیسا کہ زلزلے، سیلاب، سمندری طوفان اور جنگل کی آگ جیسی آفات ثقافتی و قدرتی ورثے کے مقامات کو تباہ یا شدید نقصان پہنچا سکتی ہیں، جس سے انسانی تاریخ اور قدرتی ماحول کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ قدرتی آفات کے دوران لوگ نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جس سے ورثے کے مقامات کو لوٹ مار اور چوری کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔اسی طرح آفات وسائل کو دبا دیتی ہیں اور مقامی لوگوں اور حکام کیلیے ثقافتی و قدرتی ورثے کے مقامات کے تحفظ کے لیے وسائل مختص کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ آفات کے دوران عوام الناس کے جان و مال کے تحفظ اور بحالی کے کاموں کی وجہ سے انتظامیہ اکثر ثقافتی و قدرتی ورثے کے مقامات کے تحفظ پر توجہ نہیں دیتی، جو وقت کے ساتھ ساتھ ان مقامات کو نظر انداز اور بگاڑ کا باعث بنتی ہیں۔ نامناسب منصوبہ بندی بھی ثقافتی و قدرتی ورثے کے مقامات پر آفات کے اثرات کو بڑھا دیتی ہے جس سے آفات سے ہونے والے نقصان کو مؤثر طریقے سے کم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

زلزلہ ایک قدرتی آفت ہے جو کسی بھی قسم کے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ زلزلہ اس وقت آتا ہے جب زمین کی پرت میں اچانک حرکت شروع ہو، جو ٹیکٹونک پلیٹوں کی تبدیلی، آتش فشاں کی سرگرمی یا دیگر ارضیاتی عمل کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔

ترکیہ اور شام میں زلزلوں کا تاریخی جائزہ:

ترکیہ، شام اور اس کے ارد گرد علاقوں کی تاریخ کو دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں آنے والے زلزلوں کی تعداد بہت زیادہ ہے (اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ علاقہ ٹیکٹانکس پلیٹس کے اوپر موجود ہے) مثلاً 1900ء سے پہلے تک 24 زلزلے ریکارڈ کئے گئے تھے اس کے بعد 1900ء سے 1999ء تک زلزلوں کی تعداد 42 رہی ہے جس میں سب سے زیادہ 7.8 شدت کا زلزلہ دسمبر 1939ء کا ہے جو کہ 'ارزنکن' کے علاقے میں آیا جس میں 32ہزار سے زائد لوگوں کی اموات ہوئیں اور پھر اگست 1999ء کا زلزلہ جو کہ 'اِزمیت' کے علاقے میں آیا جس کی شدت 7.6 ریکارڈ کی گئی اور اموات کی تعداد 17ہزار سے بھی زیادہ تھی۔2000ء سے اب تک زلزلوں کی تعداد 21 سے زیادہ ہو چکی ہے۔[3]

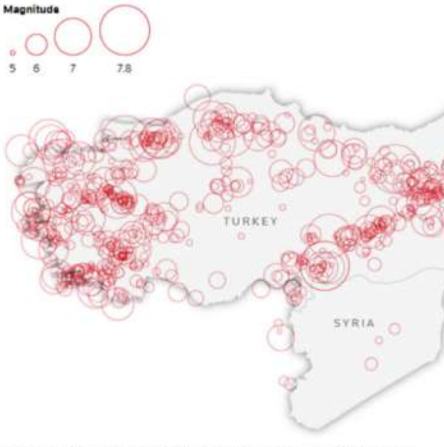

Earthquakes greater than 5.0 magnitude since 1900 from U.S. Geological Survey.

حالیہ زلزلہ:

6 فروری 2023ء کے شام کی شمالی سرحد کے قریب جنوبی ترکی میں 7.8 شدت کا زلزلہ آیا۔ اس زلزلے کے تقریباً 9 گھنٹے بعد دوبارہ 7.5 کی شدت کا زلزلہ تقریباً 90 کلو میٹر شمال میں آیا۔[4]

زلزلے کا مرکز جنوبی وسطی ترکی میں 'غازی انتیپ' کے قریب تھا، جہاں ہزاروں شامی پناہ گزیں اور بہت سی انسانی امدادی تنظیمیں بھی مقیم ہیں۔یو ایس جیولوجیکل سروے کے مطابق پیر کے روز آنے والے زلزلے نے تقریباً 285 کلو میٹر لمبے علاقے میں لرزش پیدا کی اور فالٹ لائنوں کے ساتھ ساتھ 185 میل لمبائی میں زمینی شگاف پیدا ہوئے۔[5]

[3]https://en.wikipedia.org/wiki/List_of_earthquakes_in_Turkey
[4]https://www.usgs.gov/programs/earthquake-hazards/news/new-interactive-geonarrative-explains-2023-turkey-earthquake
[5]https://www.reuters.com/graphics/TURKEY-QUAKE/zdvxdngmzvx/

مزید یہ کہ 6 فروری کو آنے والے پہلے بڑے زلزلے کے بعد سے اب تک اس علاقے میں ہزاروں آفٹر شاکس آچکے ہیں-[6]

منسٹری آف انٹیریئر ترکیہ کے مطابق 45 ہزار سے زائد لوگوں کی اموات ہو چکی ہیں اور خبر رساں ادارے کے مطابق صدر طیب اردگان نے زلزلے کے متعلق بیان دیتے ہوئے بتایا کہ:

"214000 عمارتوں (جن میں 60800 اپارٹمنٹس شامل ہیں) کو یا تو شدید نقصان پہنچا یا زلزلے کی شدت سے گر چکی ہیں" اور اسی طرح ملکِ شام میں اموات کی تعداد 7000 تک تجاوز کر چکی ہے-[7] ترکی اور شام میں مجموعی طور پر 23 ملین لوگ بے گھر ہوئے ہیں-[8]

اس زلزلے میں جاں بحق ہونے والوں کی ناگہانی موت پہ جس قدر دکھ اور افسوس کیا جائے کم ہے- جو لوگ بچ گئے ہیں اُن کے لئے یہ ایک ناقابلِ فراموش غم اور ناقابلِ تلافی نقصان ہے-

حالیہ زلزلے کے زد میں آنے والے علاقے:

ترکیہ میں زلزلوں کی شدت کو "کہرامانمراس، ہتائے، عثمانیہ، ادیامان، غازی انتیپ، شالیعیرفا، ملاتیا، کلیس، بزارسک اور ادانا" کے علاقوں میں محسوس کیا گیا-[9]

اسی طرح شام میں الیپو، لٹاکیا، ٹورٹس، ہما اور ادلیب کے علاقوں میں بڑی شدت سے محسوس کیا گیا-[10]

حالیہ زلزلوں کی زد میں آنے والے علاقوں کا تاریخی پس منظر:

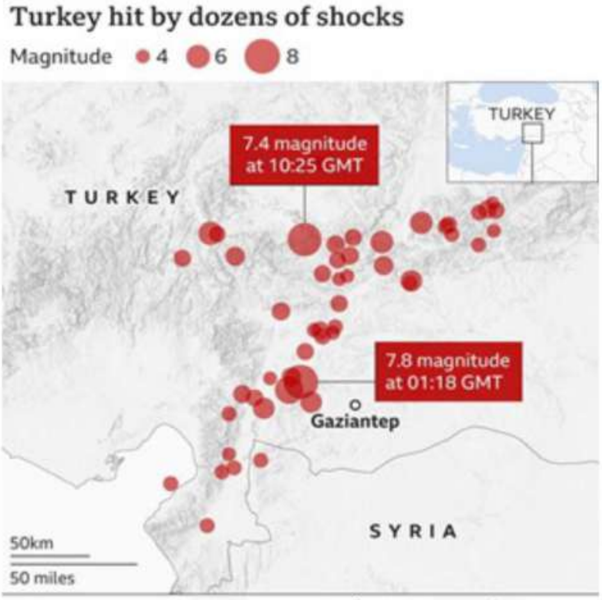

ترکی، شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کی تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات معلوم ہوگی کہ یہ علاقہ 2 ہزار قبل مسیح سے ہی بڑی اہمیت رکھتا ہے، یہاں انبیاء کرام تشریف لائے اور یہاں مختلف اقوام آئیں جنہوں نے یہاں حکومت کی، کئی سپر پاورز یہاں حکومت کرتی رہیں- ان علاقوں میں آج بھی کئی مقدس ہستیوں کے مزارات بھی موجود ہیں- یہ علاقہ شروع سے ہی امن اور ترقی کی تلاش میں رہا کبھی یہاں ہٹیوں نے حکومت کی تو کبھی اسکندر اعظم نے، کبھی سلطنت روم نے کبھی سلطنت ایران، کبھی بازنطینی تو پھر مسلمان حکمرانوں نے حکومتیں قائم کیں - بازنطینی اور بالخصوص مسلمان حکمرانوں کے دور میں ان علاقوں میں ترقی بھی ہوئی اور امن بھی بحال ہوا، یہاں تجارتی مراکز قائم ہوئے، اسلامی فنِ تعمیر کے ذوق کے مطابق عمارتیں تعمیر کی گئیں، یہ علاقہ بغداد جانے کے لئے گزرگاہ کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا ہے- یہ علاقہ مسلمانوں کے بعد کچھ وقت کے لئے بازنطینیوں کے پاس بھی رہا پھر یہاں سلجوق بھی آئے، ترک بھی آئے، سلطان صلاح الدین ایوبی بھی اس علاقے میں آئے، حلب جیسے شہر کو خوب مضبوط کیا بعد ازاں ہلاکو خان اور پھر امیر تیمور بھی قابض رہے اور 1517ء میں یہ علاقہ عثمانی ترکوں کے قبضے میں آیا جو کہ سلطنت عثمانیہ کے اختتام تک ترکوں کے زیرِ اثر رہا-

[6] https://www.theguardian.com/world/2023/feb/20/thousands-dead-millions-displaced-the-earthquake-fallout-in-turkey-and-syria#:~:text=How%20many%20people%20have%20been,people%20are%20still%20unaccounted%20for.
[7] https://en.afad.gov.tr/press-bulletin-36-about-the-earthquake-in-kahramanmaras
[8] https://reliefweb.int/report/syrian-arab-republic/syria-earthquake-crisis-response-policy-brief
[9] https://en.afad.gov.tr/earthquake-campaign
[10] https://www.ifrc.org/emergency/syria-earthquakes

یہاں کے اہم شہروں میں حلب انتہائی پرانا اور تاریخی لحاظ سے اہمیت کا حامل شہر ہے- اسی طرح غازی انتیپ (دنیا کے قدیم اور مسلسل آباد شہروں میں سے ایک شہر)، ہتائے، عثمانیہ، انطاکیہ، کلیس، پزارسک بھی تاریخی طور پر بہت اہمیت کے حامل شہروں میں شمار کئے جاتے ہیں-

ترکیہ وشام میں تاریخی وثقافتی ورثے کے نقصانات کا تدارک:

اقوام متحدہ کے ثقافتی ادارے یونیسکو نے کہا ہے کہ شام اور ترکیہ میں اس کی عالمی ثقافتی ورثے کی فہرست میں شامل دو مقامات کو تباہ کن زلزلے میں نقصان پہنچا ہے- اس زلزلے نے کرۂ ارض کے سب سے طویل مسلسل آباد علاقوں میں سے ایک کو متاثر کیا، جس نے ہٹیوں سے لے کر عثمانیوں تک مختلف تہذیبوں کے ظہور اور عروج وزوال کا مشاہدہ کیا ہے-

زلزلے کی شدت کی وجہ سے مختلف شہروں میں ہزاروں کی تعداد میں عمارتوں کو نقصان پہنچا ہے جن میں حلب کا قدیم قلعہ، غازی انتیپ کا قدیم قلعہ دیار بکر کا قلعہ، ہیوسل گارڈن، نمروت ڈگ سائٹ بھی شامل ہیں-

حلب کا قلعہ:

شام میں واقع حلب کا قلعہ جس کو 13 ویں صدی میں تعمیر کیا گیا اور اقوام متحدہ نے اس کو عالمی ورثہ میں بھی شامل کیا ہوا ہے،اس قلعے میں مسلمانوں نے مساجد، مدارس، حمام وغیرہ تعمیر کروائے اور قلعہ میں داخلے کے لئے واحد پل تعمیر کروایا جس میں کسی بھی داخل ہونے والے فرد کو تین دروازوں سے گزرنا پڑتا تھا اور قلعہ کے اطراف 22 میٹر گہری خندق نما کھدائی کی گئی تاکہ دشمن کے حملوں سے محفوظ رہا جائے- اس قلعے کو شدید نقصان پہنچا ہے، محراب کی چھت اور پتھروں سے بنائی گئی بیرونی دیواریں گر چکی ہیں، قلعے کے متعدد میناروں کے دروازے گر چکے ہیں، داخلی پل کی حالت خستہ ہو چکی ہے اور ایوبی مسجد کے صحن کی کارنیس اور مملوک ٹاور کے دروازوں کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے-[11]

قلعہ غازی انتیپ:

یہ قلعہ مقامی طور پر غازی انتیپ کلیسی کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہ ترکی کے شہر غازی انتیپ کے مرکز میں واقع ہے، یہ دوسری صدی عیسوی کا قلعہ زلزلے میں جزوی طور پر تباہ ہو گیا ہے، اس کی بہت سی دیواریں اور واچ ٹاورز مکمل طور پر منہدم ہو گئے ہیں اور کئی دیگر حصوں کو نقصان پہنچا ہے- رومی سلطنت کے دوران تعمیر کیے گئے 2000 سال پرانے قلعے کے مشرقی، جنوب اور جنوب مشرقی حصوں میں کچھ بُرج زلزلے سے تباہ ہو گئے ہیں اور ان کا ملبہ سڑک پر بکھر گیا تھا- اس تعمیر کو ابتدائی طور پر مشاہداتی مقام کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، پھر اسے رومیوں نے ایک مکمل قلعے کے طور پر تیار

[11] https://www.arabnews.com/node/2245891/middle-east

کیا- یہ قدیم قلعہ صدیوں کے دوران ترکی کے اس حصے کی طرف آنے والے زائرین اور فاتحین کے بے شمار ادوار کا شاہد ہے-[12]

قلعہ دیار بکر:

ترکی کے صوبے دیار بکر میں واقع تاریخی قلعہ اور ملحقہ ہیوسل کے باغات (آٹھ ہزار برس قدیم) کو 2015ء میں یونیسکو کی عالمی ثقافتی ورثہ کی فہرست کا حصہ قرار دیا گیا تھا- اقوام متحدہ کی ایجنسی نے کہا کہ دونوں کو زلزلے سے نقصان پہنچا ہے، یونیسکو کے مطابق قلعے میں متعدد عمارتیں منہدم ہو گئی ہیں-[13]

نئی مسجد، ملاطیہ:

ترکی کے جنوب مشرقی شہر ملاطیہ کے مرکز میں واقع تاریخی 'نئی مسجد' (Yeni Mosque) پیر کے روز آنے والے زلزلے میں تباہ ہو گئی ہے، اس یادگار مسجد کی کئی دیواریں منہدم ہو چکی ہیں- ترکی کے مشرقی اناطولیہ کے علاقے کے قدیم شہر ملاطیہ میں واقع یہ 17 ویں صدی کی مسجد بار بار زلزلوں سے نقصان کا سامنا کرتی رہی ہے- یہ 3مارچ1894ء کے زلزلے میں بھی تباہ ہوگئی تھی، جسے ملاطیہ نے عظیم زلزلہ کہا تھا، لیکن پھر اسے عوام نے سلطان عبد الحمید دوم کے تعاون سے دوبارہ تعمیر کیا- 1964ء کے زلزلے میں اسے دوبارہ نقصان پہنچا-[14]

صوبہ حمامیں، آثار قدیمہ کے سروے سے پتا چلا ہے کہ بنیاس شہر میں "قدیم المرقاب قلعے کے اندر کی کچھ عمارتوں" کو نقصان پہنچا ہے، جبکہ قلعہ بندی کے کچھ حصے اور ایک مینار گر گیا ہے-[15]

تاریخی و ثقافتی ورثے کا قدرتی آفات سے تحفظ اور پیشگی اقدامات:

ثقافتی ورثے کی عمارتوں کو زلزلوں سے بچانے کے لیے ایسے اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے جو ہر عمارت کی ساخت اور بناوٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیئے جائیں- یہاں کچھ اقدامات ہیں جن پر کام کر کے تاریخی و ثقافتی ورثہ کو بڑے نقصانات سے بچایا جا سکتا ہے-

عمارتوں کا تفصیلی جائزہ:

ثقافتی ورثے کی عمارت کا باقاعدہ تفصیلی جائزہ عمارت کی کمزوری کی نشاندہی کرنے میں مدد کر سکتا ہے جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے- ایک پیشہ ور انجینئر یا آرکیٹیکٹ جس کو سیسمک ریٹروفٹنگ (Seismic Retrofitting) میں مہارت ہے، اس تفصیلی جائزہ میں مدد کر سکتا ہے-

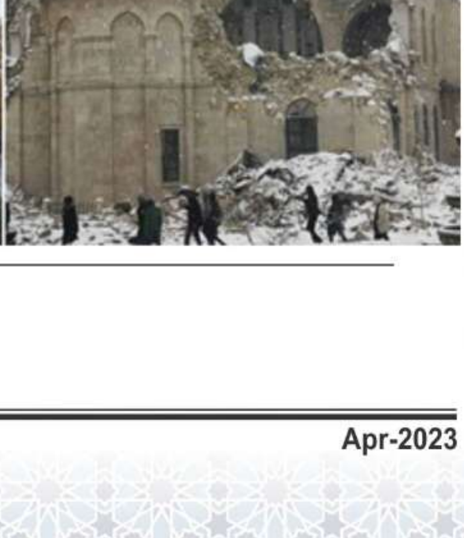

زلزلے سے متاثرہ آرٹ ورک کی بحالی:

زلزلے کے بعد عمارتوں میں قدیمی فنون (جیسا کہ اسلامی عمارتوں میں مقرنس، کاشی گری یا گنبد وغیرہ) کو بحال کرنا ایک نازک عمل ہوتا ہے جس کیلئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے نقصان کا جائزہ لیا جائے، پھر اس کو مستحکم کیا جائے،

---

[12]https://urdu.arynews.tv/earthquakes-turkey-syria-historical-monuments/
[13]https://urdu.arynews.tv/earthquakes-turkey-syria-historical-monuments/
[14]https://urdu.arynews.tv/earthquakes-turkey-syria-historical-monuments/
[15]https://www.arabnews.com/node/2245891/middle-east

مستحکم کرنے کے بعد اس کے خراب حصوں کی مرمت کر دی جائے اور اگر مرمت سے کام کی بحالی ممکن نہ ہو تو مٹیریل کے لحاظ سے اس حصے کو دوبارہ بنا دیا جائے اور آخر میں مرمت شدہ یا دوبارہ تعمیر شدہ حصوں کو صاف کر دیا جائے۔

مضبوط کنکریٹ (آر سی سی) کے ڈھانچے:

مضبوط کنکریٹ کے ڈھانچے عمارتوں کے زلزلے سے بچنے کیلیے ایک مقبول انتخاب ہیں۔ کنکریٹ میں مضبوط اسٹیل بارز (سریوں) کو شامل کیا جاتا ہے تاکہ اس کی تناؤ کی طاقت اور زلزلہ کی سرگرمی کو برداشت کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو سکے۔

زلزلہ سے متعلق تجدید کاری کی منصوبہ بندی:

زلزلہ کی تشخیص کے نتائج کی بنیاد پر، عمارت کے ساختی عناصر کو مضبوط بنانے اور زلزلے کے دوران ہونے والے نقصان کو کم سے کم کرنے کے لیے ایک ریٹروفٹنگ منصوبہ تیار کیا جانا چاہیے۔ پلان کو عمارت کی تاریخی اور ثقافتی اہمیت کو مدنظر رکھ کر اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ کسی بھی ریٹروفٹنگ کے اقدامات سے عمارت کے اصل ڈیزائن کو نقصان نہ پہنچے اور ڈیزائن تبدیل بھی نہ ہو۔

غیر جارحانہ تکنیکوں کا استعمال:

غیر جارحانہ تکنیکوں جیسے بیس آئسولیشن، ڈیمپرز اور فائبر سے تقویت یافتہ پولیمر ثقافتی ورثے کی عمارتوں کو ان کی ظاہری شکل کو تبدیل کیے بغیر یا ان کی ساخت کی سالمیت کو اور مضبوط بنانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

نگرانی اور باقاعدگی سے دیکھ بھال:

ثقافتی ورثہ کی باقاعدگی سے دیکھ بھال اور نگرانی کسی بھی مسئلے یا کمزوریوں کی نشاندہی کرنے میں مدد کر سکتی ہے اس سے پہلے کہ وہ بڑا مسئلہ بن جائیں۔ اس میں باقاعدہ معائنہ اور مرمت شامل ہو سکتی ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ عمارت ساختی طور پر ٹھیک رہے اور ڈھانچے میں کسی بھی قسم کی کمزوری پیدا نہ ہو سکے۔

ہنگامی ردِّ عمل کی منصوبہ بندی:

زلزلے کی صورت میں، کسی بھی نقصان کا فوری جواب دینے اور عمارت کو ہونے والے مزید نقصان کو کم کرنے کے لیے ایک منصوبہ بنانا ضروری ہوتا ہے۔ اس میں ہنگامی استحکام کے اقدامات، عارضی امدادی ڈھانچے، انخلاء اور بچاؤ کے منصوبے شامل ہو سکتے ہیں تاکہ ہنگامی صورتحال میں کسی بھی قسم کے بڑے نقصان سے بچا جا سکے۔

لوگوں کو زلزلے کی حفاظت کے بارے آگاہی:

لوگوں کو زلزلے کی حفاظت کے بارے میں تعلیم یا آگاہی دینے سے زلزلے کے دوران زخمی ہونے یا ہلاکتوں کے خطرے کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس میں عمارت کو محفوظ طریقے سے خالی کرنے کے بارے میں معلومات فراہم کرنا، نیز زلزلے سے متعلق عمومی حفاظتی نکات شامل ہو سکتے ہیں۔

مقامی کمیونٹی کے ساتھ تعاون:

ثقافتی ورثے کی عمارتیں اکثر اہم نشانیاں اور مقامی شناخت کی علامت ہوتی ہیں۔ ان عمارتوں کی حفاظت کی اہمیت کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کیلیے مقامی کمیونٹی کے ساتھ مل کر کام کرنا اور انہیں ریٹروفٹنگ اور ہنگامی ردِ عمل کے عمل میں شامل کرنا آنے والی نسلوں کے لیے ان کے تحفظ کو یقینی بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

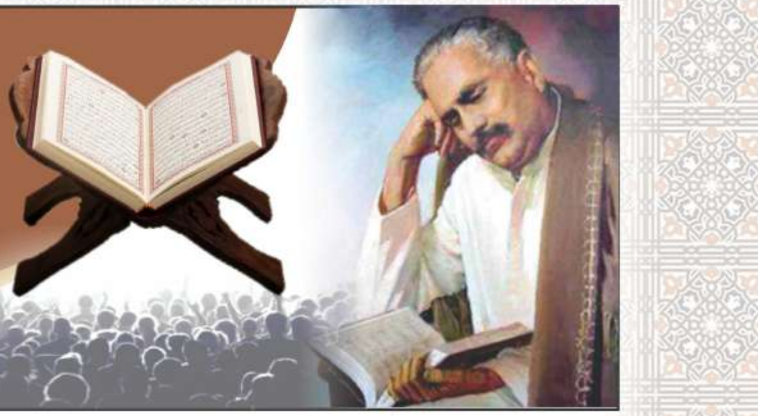

نوعِ انسان را پیامِ آخرین

حافظ محمد شہباز عزیز

عنوانِ بحث حکیم الاُمّت علامہ محمد اقبالؒ کی معروف فارسی تصنیف "رموزِ بیخودی" کی نظم "در معنی اینکہ نظام ملت غیر از آئین صورت نبندد و آئین ملت محمدیہ قرآن است" سے ماخوذ ہے: مکمل شعر کچھ اس طرح ہے:

نوع انسان را پیام آخرین
حامل او رحمة للعالمین

یہ شعر اپنے اندر گہرے معنی و مفاہیم سموئے ہوئے ہے:

اوّل: قرآن مجید ایک آفاقی کتاب ہے جس کا پیغام پوری نوعِ انسانی کیلئے ہے۔

دوم: قرآن مجید آخری آسمانی کتاب اور خدا کا آخری پیغام ہے جس کے بعد وحی (کسی آسمانی کتاب) کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اختتام کو پہنچ چکا ہے۔ نیز قرآن کی دلیل قطعی اور برہان مبین ہے۔ یہ آخری پیغام آخری نبی مکرّم (ﷺ) کی وساطت سے انسانیت تک پہنچا ہے جن پر دین کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اب اگر کوئی نبوت کا دعویٰ بھی کرتا ہے تو وہ کاذب اور لافزن ہے۔

سوم: اس کتاب (قرآن مجید) کی حامل عظیم ہستی (آقا پاک (ﷺ) کی ذاتِ مبارکہ) بلا تخصیص تمام عالمین کیلئے رحمت اور جود و کرم کا منبع ہے جن کی نبوت و رسالت کا دائرہ کار لامحدود ہے۔

مذکورہ تحریر میں زیادہ تر اقبالیاتی فکر سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن مجید اور رسالتِ محمدی (ﷺ) کی عالمگیریت، موضوع و مقصدیتِ قرآن، قرآن مجید کی عصری معنویت و مطابقت (Relevance) اور بنی نوع انسان کیلئے پیغامِ قرآن کے چند لازمی پہلو بیان کیے گئے ہیں۔

پیغامِ قرآن اور رسالتِ محمدی (ﷺ) کی عالمگیریت و آفاقیت:

بلاشبہ قرآن مجید خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے (ﷺ) کا سب سے بڑا معجزہ، دین اسلام کا بنیادی مآخذ اور ہر زمانے میں یکساں قابلِ عمل ہونے کا لاریب دستور ہے۔ قرآن مجید کا تمام انسانیت کیلئے ہدایت و رہنمائی کا منبع ہونا اسلام کی آفاقیت اور رسالتِ محمدی (ﷺ) کے عموم و شمول پر برہانِ قطعی ہے۔ بالفاظِ دیگر یہ اس بات کی صداقت ہے کہ آپ (ﷺ) جملہ نوعِ انسانی کے کامل رہبر و پیشوا اور قرآن ساری انسانیت کیلئے پیغام برحق ہے۔ ابو الاثر حفیظ جالندھری نے "شاہنامہ اسلام" میں بعثِ نبوی (ﷺ) کے مقصد اور پیغامِ قرآن کی عالمگیریت کو خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے:

وہ مقصد جس کی خاطر آپ اس دنیا میں آئے تھے
وہ قرآں جس کو انسانوں کی خاطر آپ لائے تھے
وہ پیغامِ محبت، وہ نجات اولادِ آدم کی
زمینِ صدق پر رکھنا نئی بنیاد عالم کی

یہ تاجدارِ کائنات (ﷺ) کی ہی ذاتِ مقدسہ تھی جس نے روئے زمین پر سب سے پہلے نسلی، لسانی، علاقائی اور قبائلی تفاخر و تعصبات کی بنا پر انسانی تقسیم اور تفریق کا قلع قمع کر کے اسلام کے آفاقی و روحانی نظام کی بنیاد رکھی جس سے اسلامی قومیت کا تصور جنم لیتا ہے۔ ہادی اکرم (ﷺ) نے پریکٹیکل کر کے دکھایا کہ اسلام قاطع ملک و نسب کا تصور لے کر دنیا میں آیا ہے جو تفریقِ اقوام و مِلل کی بجائے جمعیتِ آدم و فلاحِ آدم کا علمبردار ہے۔ اس ضمن میں آقا پاک (ﷺ) نے سب سے بڑی مثال قریش کی عرب پر فضیلت کا خاتمہ کر کے پیش فرمائی

جب آپ (ﷺ) اپنے حبشی غلام (سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ایک ہی دستر خوان پر تشریف فرما ہوئے اور دنیا کو واضح پیغام دیا کہ آج اسلام نے بتانِ رنگ وخوں کو پاش پاش کر دیا ہے- علامہ اقبالؒ نے اس تاریخی واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

مذہب او قاطع ملک و نسب
از قریش و منکر از فضل عرب
در نگاہ او یکے بالا و پست
با غلام خویش بر یک خواں نشست

اسی طرح حضور نبی کریم (ﷺ) نے خطبہ حجتہ الوداع میں آئندہ کیلئے مساواتِ انسانی کا عالمگیر اسلامی اصول وضع فرما دیا جس میں فضیلت کا معیار رنگ و نسل کی بجائے تقویٰ "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" مقرر ہوا- یہ کہا جاسکتا ہے کہ خطبہ حجتہ الوداع وہ بنیادی دستاویز ہے جس سے مسلم قومیت کا اصول طے ہوتا ہے جو مغربی قومیت سے صریحاً مغائرت رکھتا ہے- اسلامی قومیت اور مغربی قومیت میں بنیادی فرق ہی یہی ہے کہ مسلم قومیت کی استواری "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" پر ہے جس میں وحدتِ آدمیت وتکریم آدمیت کا درس ہے جبکہ مغربی قومیت (جس کے بھیانک اثرات سے آج انسانیت خائف ہے) رنگ و نسل اور مذہب وجغرافیہ پر قائم ہے- علامہ اقبالؒ نے اپنے کلام میں کئی مقامات پر اسلامی قومیت کی تحسین جبکہ فرنگی قومیت کی تردید اور اس پر سخت تنقید کی ہے کیونکہ مغربی ذہنیت نسلی بنیادوں پر انسانیت کو تقسیم کرتی ہے جب کہ اسلام جمعیتِ آدم کی بات کرتا ہے، جیسا کہ اقبال ضربِ کلیم میں لکھتے ہیں:

تفریقِ ملل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدم

[1](آل عمران:138)

[2](النساء:174)

قرآن مجید اور رسالتِ محمدی (ﷺ) کی آفاقیت بہ زبانِ قرآن:

قرآن مجید میں حضور نبی کریم (ﷺ) کی رسالت اور پیغامِ قرآن کے عالمگیر ہونے کو صراحتاً بیان کیا گیا ہے- چند آیات ملاحظہ ہوں:

پیغامِ قرآن کے عموم کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ھٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ"[1]

"یہ (قرآن) تمام لوگوں کیلئے پیغام ہے-"

مزید ارشادِ ربانی ہے:

"یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا"[2]

"اے لوگو! بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا-"

اسی طرح رسالت محمدی (ﷺ) عالمگیریت کا بیان ہے کہ:

"وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا"[3]

"(اے رسولِ مکرم ﷺ!) ہم نے آپ کو (قیامت تک کے) تمام لوگوں کیلئے ہی خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے-"

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

"قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا"[4]

"(اے رسولِ مکرم ﷺ!) آپ کہیے، میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"-

اقبالؒ کے نزدیک قرآن مجید کا مقصود تمام انسانیت کی فلاح واصلاح ہے:

قرآن مجید اور رسالتِ محمدی (ﷺ) کی آفاقیت، عظمت اور پیغام قرآن کو جس قدر جامع اور فصیح انداز میں حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے بیان کیا ہے شاید ہی دورِ جدید کے کسی مفکر، محقق یا شاعر نے بیان کیا ہو-

[3](السبا:28)

[4](الاعراف،158)

معروف اقبال شناس غلام صابر اپنی تصنیف ''اقبال شاعرِ فردا''میں رقم طراز ہیں کہ:

"علامہ اقبالؒ کے کلام میں جگہ جگہ ہمیں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآن پوری عالمِ انسانیت کی اصلاح کیلئے نازل ہوا تھا۔ قرآن کسی خاص قوم، ملک یا نسل کیلئے نازل نہیں ہوا بلکہ یہ عالمِ انسانیت کیلئے ہدایتِ ابدی ہے، جس کا صاف اظہار قرآنی الفاظ "ھوالناس" اور "یاایھا الناس" میں ہوتا ہے اور ہمیں بتادیا گیا ہے کہ تمام انسان آدم کی نسل ہیں اور سب کی روح کا منبع ایک ہے، یعنی سب کے سب ایک ہی سرچشمہ حیات سے روحانی طور پر منسلک ہیں"۔

حکمتِ قرآن لازوال ہے:

بقول پروفیسر محمد منور صاحب:

"حضرت علامہ اقبالؒ کے نزدیک حکمتِ قرآن لازوال اور قدیم ہے جسے تاقیامت کار فرما رہنا ہے۔ یہ حکمت کسی خاص وطن کے باشندوں کی خاطر نہیں، کسی خاص نسل سے تعلق رکھنے والوں کیلئے نہیں، کسی خاص زبان کے وابستگان سے بھی نہیں۔ یہ حکمت سب کیلئے ہے اس لیے کہ اصل آدم ایک ہے۔ مادی اعتبار سے بھی ایک کہ سب مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور روحانی اعتبار سے بھی ایک کہ ایک ہی "نفخِ روح" کے مالک ہیں۔ بنو آدم کا رشتہ ایک آفاق وانفس سے ہے"۔[5]

مزید بیان ہے:

"قرآن کے پیشِ نظر جغرافیہ، نسل اور زبان نہیں ہے بلکہ قرآن کے پیشِ نظر انسان ہے اور اسلام جس کو اخوت کہتا ہے وہی اپنے ہمہ نوعی معنوں میں قرآنی تعلیم کا مغز ہے، یہ اخوت در حقیقت انسانیت کے شفقت آموز، محبت آمیز رویے کا نام ہے"۔[6]

قرآن مجید ہر زمانے اور ہر قوم کے لیے تمام شعبہ ہائے زندگی میں قابلِ عمل ہے:

"علامہ اقبال قرآن کو وہ آئین اور ضابطہ حیات سمجھتے ہیں جو ہماری اخروی زندگی ہی نہیں، دنیاوی زندگی کے بھی تمام شعبوں میں مکمل طور پر رہنمائی کا ضامن ہے۔ جتنے اصول، قوانین، ضابطے اور آئین انسان اپنی عقل و فہم سے بناتا ہے یا بنائے گا یقیناً وہ قطع و برید کے محتاج اور ترمیم و تردید کے مستحق ہوتے ہیں۔ لیکن وحی الٰہی ہی وہ چیز ہے جو ایسا اٹل اور کبھی تبدیل نہ ہوسکنے والا اور ہر دور میں صادق آنے والا قانون و ضابطہ اور آئین عطا کرتا ہے جو بنی نوع انسان کیلئے ہر ملک، ہر دور، ہر زمانہ اور ہر قوم میں اس کی زندگی کے تمام گوشوں اور سارے شعبوں میں رہنمائی کا ضامن ہے۔ قرآن حکیم ایسا ہی ضابطہ حیات اور آئینِ زندگی ہے جو ابد الآباد تک جاری رہے گا"۔[7]

سطورِ بالا سے بخوبی عیاں ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کی رسالت و تعلیمات اور قرآن مجید کا تخاطب پوری انسانیت ہے جو رنگ، نسل، قوم، علاقہ یا مذہب کی بنیاد پر جڑے ہر امتیاز کی تردید کرتا ہے اور انسانیت کو ایک لازوال آفاقی و روحانی رشتے میں پروتا ہے۔

قرآن مجید کا موضوع ہی انسانیت ہے:

درحقیقت قرآن کریم کا موضوع ہی انسانیت ہے کیونکہ قرآن مجید کے سارے مضامین، قوانین، احکامات، ممنوعات، تذکرہ اقوامِ سابقہ، غرضیکہ تمام کے تمام جو ایک مرکز پر آکر منتج ہوتے ہیں وہ ہے تعمیر انسانیت و تکمیل انسانیت۔[8] اسی لیے قرآن مجید کے دعویٰ "بَیَانٌ لِّلنَّاسِ، هُدًى لِّلنَّاسِ اور بلغ اللناس" میں اتنی ہی ہدایت غیر مسلم کے لئے موجود ہے جتنی کہ اہل اسلام کے لئے۔

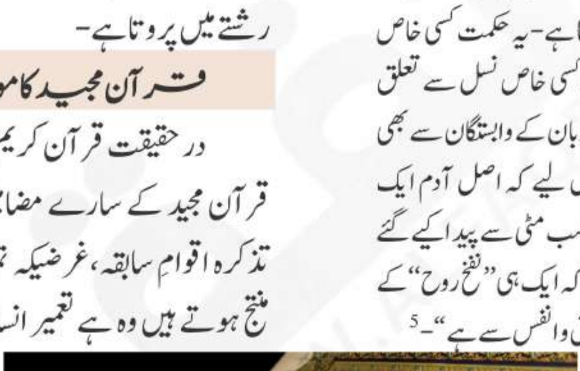

"ایک انصاف پسند غیر مسلم اگر قرآن مجید پر نظر ڈالے گا اور قرآن مجید کی تاریخ اور انسانیت پر اس کتاب کے اثرات کا مطالعہ کرے گا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کتاب کا مطالعہ اس کے لئے بھی شاید اتنا ہی ضروری ہے جتنا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اس کی ایک بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی اور کتاب ایسی

[5](پروفیسر محمد منور، برہانِ اقبال، ص:151، اقبال اکادمی پاکستان)

[6](پروفیسر محمد منور، برہانِ اقبال، ص:157، اقبال اکادمی پاکستان)

[7](ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی، اقبال اور محبتِ رسول (ﷺ)، ص:93)

[8](غلام صابر، اقبال شاعرِ فردا، ص:137، اقبال اکادمی پاکستان)

نہیں ہیں جس نے انسانیت کی تاریخ پر اتنا گہرا اثر ڈالا ہو جتنا قرآن مجید نے ڈالا ہے"۔[9]

قرآن کریم نے استقرائی طرزِ استدلال اپنایا ہے تاکہ روئے زمین پر بسنے والا ہر انسان جو ظلمت و گمراہی میں گھرا ہے وہ محض سنی سنائی یا افسانوی باتوں کی بجائے حقائق و تجربات (جو قرآن نے کھول کھول کر بیان کر دیے ہیں) کی بنا پر فہمِ قرآن کے ذریعے نورِ قرآن سے ہدایت و استفادہ کر سکے۔

قرآن مجید کا اوّلین مقصد:

قرآن مجید کی مقصدیت و پیغام کی کئی جہات و ابعاد ہیں (جن کا احاطہ مختصر تحریر میں ناممکن ہے) جسے قرآن نے معاشی، معاشرتی، اخلاقی، تاریخی اور تہذیبی پیرائے میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اگر باطنِ قرآن اور روحِ قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا بنیادی اور حتمی مقصد انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنا ہے، جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ اپنے لیکچر "علم اور مذہبی مشاہدہ" میں رقم طراز ہیں:

"The main purpose of the Quran is to awaken in man the higher consciousness of his manifold relations with God and the universe".

"قرآن حکیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ خدا اور کائنات سے انسان کے مختلف الجہات روابط کا بلند تر شعور اجاگر کرے"۔[10]

قرآن کریم کا یہ مقصد ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو فقط ظاہر قرآن پر اکتفا کرنے کی بجائے باطن قرآن اور اسرارِ قرآن تک رسائی کیلئے سعی کاملہ کرتے رہتے ہیں تاکہ ذاتِ باری تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکیں۔

پیغامِ قرآن کی عصری ناگزیریت و مطابقت:

عصری تقاضوں کے پیشِ نظر بنی نوع انسان کو درپیش مسائل اور حوائج و ضروریات کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا جائے تو قرآن کریم نے انسانیت کی رہنمائی کیلئے (انفرادی و اجتماعی سطح پر) عقائد و عبادات اور اوامر و نواہی (گرچہ ان تمام کی حکمتِ بیان اور مقصود بھی کسی نہ کسی طرح انسانی فلاح و اصلاح اور انسانیت کی خیر و بھلائی کا سامان کرنا ہے) کے بعد مذکورہ چند عناصر پر زور دیا ہے۔

حصولِ علم و حکمت کی ترغیب:

علم کی فضیلت و عظمت، ترغیب و تاکید مذہب اسلام میں جس بلیغ و دل آویز انداز میں پائی جاتی ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی، تعلیم و تربیت، درس و تدریس تو گویا اس دین بر حق کا جزو لاینفک ہو۔[11] علم کا حصول قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں انسانی غایتِ اولیٰ کے طور پر بیان ہوا ہے۔ قرآن کے تقریباً 78 ہزار الفاظ میں سب سے پہلا لفظ جو اللہ تعالیٰ حضور کریم (ﷺ) کے قلب اقدس پہ نازل فرمایا وہ "اِقْرَاْ" ہے، یعنی پڑھیئے۔ مزید قرآن پاک کی 6 ہزار آیتوں میں سب سے پہلے جو 5 آیتیں نازل فرمائی گئیں ان سے بھی قلم کی اہمیت اور علم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔[12] اسی طرح قرآن کریم میں مختلف صورتوں میں علم کی طرف انسان کی توجہ دلائی گئی ہے۔ علم انسان کو مکمل شعور حیات عطا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اہلِ علم کو باقیوں (بے علموں) کے برابر کھڑا نہیں کیا۔ مزید علم کی عظمت اور قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے جس چیز میں زیادتی طلب کرنے کی تلقین فرمائی ہے وہ علم کی دولت ہے۔ قرآن کریم میں ہم سب کو یہ دعا مانگنے کا حکم ہوا ہے:

"وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا"[13]

"اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے"۔

اسی طرح حکمت کو علم کی روح قرار دیا جاتا ہے۔ علم محض جاننا جبکہ حکمت علم میں تفکر کے ذریعے علم کے حقائق اور گہرائیوں تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ اس لیے علم حکمت کیلئے (Knowledge for Wisdom) حاصل کیا جانا چاہیے۔ حکمت کا مضمون قرآن مجید کی کئی آیاتِ مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔ مثلاً حکمت کی فضیلت کا تذکرہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے:

[9] (ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ قرآنی، ص:16، اشاعت اگست 2009)

[10] (تجدید فکریاتِ اسلام، مترجم، ڈاکٹر وحید عشرت، ص:22، اقبال اکادمی پاکستان)

[11] https://www.mirrat.com/article/70/1140

[12] ایضاً

[13] (طٰہٰ:114)

"وَمَن یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا"[14]

"اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی"۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں بعثِ نبوی (ﷺ) کا ایک مقصد یہ بھی بیان ہوا کہ آپ (ﷺ) کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ سورۃ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ"[15]

"بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے"۔

تسخیرِ فطرت و تسخیرِ ذات:

قرآن مجید میں لفظ "سَخَّرَ" تکرار کے ساتھ آیا ہے جو انسان کو دعوت ہے کہ وہ زمین پر نائبِ الٰہی کی حیثیت سے حصولِ علم اور تفکر و تدبر کے ذریعے تسخیرِ فطرت کا کام کرے۔ قرآن کا یہ تصور در اصل انسانی عظمت و رفعت کو اجاگر کرتا ہے۔ اس وقت دنیا میں جتنی بھی ترقی ہو رہی ہے اور انسان "The Sky's the Limit" کی سوچ رکھتا ہے یہ بنیادی طور پر قرآن مجید کا ہی دیا ہوا تصور ہے جسے تسخیرِ فطرت یا تسخیرِ کائنات کہا جاتا ہے لیکن قرآن مجید نے اس سے بھی آگے ایک چیز بتائی ہے جو تسخیرِ ذات کہلاتی ہے۔

اگرچہ انسان نے تاریخ میں بالعموم اور اکیسویں صدی میں بالخصوص تسخیرِ کائنات کے قرآنی فلسفے پر عمل کر کے محیر العقول کارنامے سر انجام دیے ہیں لیکن دوسری طرف انسان نے قرآن مجید کے اہم ترین پیغام (تسخیرِ ذات)، جس کا تعلق براہِ راست انسان کی روحانی زندگی سے ہے جس کو زیادہ تر نظر انداز کیا گیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ موجودہ صدی کا انسان اپنے اصل مقاصد حیات سے کوسوں دور روحانی تاریکی میں بھٹک رہا ہے۔ اقبالؒ نے عصرِ حاضر کے انسان سے اس بات کا شکوہ یوں کیا ہے:

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا!

"سورج کی شعاعوں کو گرفتار کرنے والا اپنے اندر کی دنیا کا کھوج نہ لگا سکا۔ اپنی معرفت حاصل نہیں کر سکا اس لیے وہ انسان نما حیوان بن گیا"۔

مذکورہ شعر میں سورج کی شعاعوں کو گرفتار (مسخر) کرنا تسخیر فطرت ہے جبکہ زندگی کی شبِ تاریک (نفسانی و شیطانی خطرات و مادیت پرستی) سے چھٹکارانہ پانے کی اصل وجہ تسخیرِ ذات (معرفتِ خودی کا حصول) کے قرآنی پیغام سے بے اعتنائی ہے۔ تسخیرِ ذات کے ذریعے قرآن کریم نے انسانی خودی کی حقانیت ولافانیت سے پردہ اٹھایا ہے۔ تسخیر ذات کیلئے قرآن نے ضبطِ نفس اور تزکیہ نفس کا درس دیا ہے جو انسان کی دائمی اُجالے (عرفانِ خودی کے ذریعے نورِ معرفت کا حصول) تک رسائی ممکن بناتا ہے جس کے بعد انسان خدائے لم یزل کے دست و زباں کی حیثیت رکھتا اور کائنات کی ہر شئے انسان کے تابع امر ٹھہرتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ تسخیر ذات کے بغیر تسخیرِ کائنات کا سفر ادھورا ہے لیکن جب یہ باہم تکمیل کو پہنچیں تو انسان زمین پر خدا کے نائب کی حیثیت سے اپنی فطری و روحانی ذمہ داری (بہ تقاضائے عصرِ جدید) پوری کرلیتا ہے۔

قرآن مجید کی سائنسی جہات سے رہنمائی:

چاہے مذہبی علوم ہوں، سماجی علوم ہوں، طبعی علوم ہوں، حکمت و فلسفہ ہو، زبان و ادب ہو یا دیگر علوم ان میں انسان قرآن مجید سے رہنمائی کا محتاج ہے کیونکہ قرآن مجید تمام علوم و معارف کا منبع ہے جس میں ارض و سماء کے تمام علوم سمو دیے گئے ہیں۔ قاضی ابو بکر بن عربیؒ نے اپنی کتاب قانون التاویل میں لکھا ہے کہ:

"علوم حدیث کی تعداد ساٹھ (60) ہے اور علوم قرآن بے شمار ہیں"۔[16]

قرآن مجید کی ایک ہزار سے زائد آیات سائنسی علوم کے بارے میں بتاتی ہیں اور سائنسی معلومات فراہم کرتی ہیں۔[17]

[14] (البقرہ:269)

[15] (آل عمران:164)

[16] (ابو بکر بن عربی، قانون التاویل، ص:516)

[17] http://religion.asianindexing.com/images_religion/d/da/Al-I%CA%BFjaz_Research_Journal_of_Islamic_Studies_and_Humanities_2_2_3.pdf

بلاشبہ آج کا دور وسیع تر معنوں میں سائنسی دور ہے لیکن تجربے اور مشاہدے کا جو میلان سائنس نے دیا ہے وہ قرآنی ثقافت کا زندہ و جاوید اصول ہے-[18]

آج دنیا کے سائنسدان تحقیق کے ذریعے کثیر الانواع تجربات و دریافت کے بعد جس نتیجے پر پہنچے ہیں اس کیلئے رہنمائی قرآن کریم نے 1400 سال پہلے عطا کر دی تھی اور قرآن جدید سائنس کی بھی صحیح سمت رہنمائی کر رہا ہے جس کا واضح اعتراف دورِ جدید کے سائنسدان کر رہے ہیں-صرف دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

امریکہ کی تھامس جیفرسن یونیورسٹی (Thomas Jefferson University) کے شعبہ تشریح الاعضاء و تدریجی حیاتیات Anatomy and (Developmental Biology کے پروفیسر ایم مارشل جانسن انسانی ایمبریو (Foetus) کی نشوونما پر تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ:

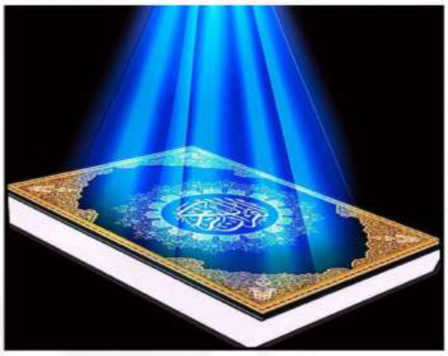

" قرآن محض ایمبریو کی بیرنی نشوونما کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اس کے اندرونی مراحل پر بھی زور دیتا ہے، اس کی تخلیق اور نشوونما کے ان بڑے بڑے پہلوؤں پر زور دیتا ہے جو جدید سائنس نے تسلیم کر لیے ہیں-[19]"

جاپان سے تعلق رکھنے والے ماہرِ فلکیات (Astronomer) "یوشیدی کسان" نے قرآن مجید مذکور خلائی حقائق پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"میں قرآن میں سچے خلائی حقائق پا کر بہت متاثر ہوا ہوں اور ہم جدید خلاباز اس کائنات کے ایک چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کا مطالعہ کر رہے ہیں-ہم نے اپنی کوششیں اس بہت چھوٹے حصے کو سمجھنے کیلئے مرکوز کر رکھی ہیں، کیوں کہ دوربین کے استعمال سے ہم اس آسمان کے صرف چند حصے ہی دیکھ سکتے ہیں اور ساری کائنات کا خیال نہیں کرتے-مطالعہ قرآن سے میں اس کائنات کی تحقیق کیلئے اپنے مستقبل کی راہ تلاش کر سکتا ہوں"-[20]

اقبالؒ کے نزدیک آقا پاک (ﷺ) کی بعثت کا زمانہ در اصل انسان کا سائنسی دور میں داخلہ تھا اور قرآن مجید جدید سائنسی حقائق کا داعی ہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ موجودہ سائنسی ترقی نے انسانی طرزِ فکر اور انسانی سماج کی کایا پلٹ دی ہے-اقبالؒ اپنے لیکچر "مسلم ثقافت کی روح" میں فرماتے ہیں:

"The Prophet of Islam seems to stand between the ancient and the modern world. In so far as the source of his revelation is concerned he belongs to the ancient world; in so far as the spirit of his revelation is concerned he belongs to the modern world."

"پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ (ﷺ) قدیم اور جدید دنیاؤں کے سنگم پر کھڑے نظر آتے ہیں-جہاں تک آپ (ﷺ) کی وحی کے منابع کا تعلق ہے آپ (ﷺ) کا تعلق قدیم دنیا سے ہے-جہاں تک اس وحی کی روح کا تعلق ہے آپ (ﷺ) کا تعلق دنیائے جدید سے ہے"-

بالفاظِ دیگر ڈاکٹر طالب حسین سیال نے اسے یوں بیان کیا ہے:

"علامہ محمد اقبال کا خیال ہے کہ پیغمبر (ﷺ) کی بعثت اس وقت ہوئی جب قافلہ انسانیت ذہنی لحاظ سے سائنسی دور میں داخل ہونے کیلئے تیار تھا- گویا پیغمبر اسلام (ﷺ) قدیم اور جدید دنیا کے سنگم پر کھڑے نظر آتے ہیں-اس لئے قرآنِ حکیم ایک طرف ماضی کی روایات کا تسلسل اور دوسری طرف جدید سائنسی حقائق کا داعی ہے"-[21]

خدمتِ خلق کا آفاقی تصور:

"خِدْمَة" عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دوسروں کی دینی اور دنیوی ضروریات میں کام آنا-[22] اسلام "الخلق عیال اللہ" اور "ہمہ خلق خدا است" کے نظریے پر یقین رکھتے ہوئے انسانی بہبود اور خدمتِ خلق کو عبادت کا درجہ دیتا ہے-مولانا الطاف حسین حالی نے کہا تھا:

[18] https://ia801002.us.archive.org/32/items/BESTUBOOKSQSI/QURAN_KAY_SCIENCEI_INKISHAFAT.pdf

[19] (انور بن اختر، قرآن کے سائنسی انکشافات، ص:68، ادارہ اشاعت اسلام کراچی، اکتوبر 2003)

[20] (ایضاً، ص:71)

[21] (تصوف اور عمرانی مسائل اقبال کی نظر میں (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)، ڈاکٹر طالب حسین سیال، اقبال اکادمی پاکستان، ص:101، 2012ء)

[22] https://faizahmadchishti.blogspot.com/2018/02/blog-post_34.html

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

قرآن کریم و سنتِ نبوی (ﷺ) میں انسانیت کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی و تعاون کا پہلو بدرجہ اتم نظر آتا ہے- قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اِنفاق (خرچ کرنا) کا لفظ آیا ہے جو انسانیت کی بھلائی اور تعاون کی طرف اشارہ ہے-

قرآن مجید نے مسکینوں، محتاجوں، معذوروں اور وسائل سے محروم انسانوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا عام حکم دیا ہے، کہیں بھی قرآن نے یہ ہدایت نہیں کی کہ صرف مسلمانوں یا انسانوں کے کسی خاص گروہ اور جماعت کی خدمت کی جائے اور دوسروں کی نہ کی جائے- قرآن کے نزدیک نوعِ انسانی کا ہر فرد اس بات کا حق رکھتا ہے کہ آلام و مصائب میں اسے تنہا نہ چھوڑا جائے بلکہ اس کے درد و کرب کو محسوس کر کے اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے-[23]

قرآن کریم نے خدمتِ انسانی کی طرف ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے:

"لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ"[24]

"کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصلی نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے-"

اسی طرح سورۃ المائدہ میں ارشادِ ربانی ہے:

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[25]

"اور نیکی اور پرہیز گاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"-

اخلاقی وروحانی سماج کی تشکیل:

پاکیزہ اخلاق کے حامل افراد کی تشکیل کے بغیر کوئی بھی معاشرہ فلاح یافتہ معاشرہ نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے- معاشرے کے افراد کی اخلاقی و روحانی تربیت ہی سماج کے عروج و تنزل کا تعین کرتی ہے، اس مقصد کیلئے قرآن مجید میں شریعت سے زیادہ اخلاقی موضوعات پر تفصیل موجود ہے، نیز سیرت النبی (ﷺ) میں بھی یہ پہلو نمایاں نظر آتا ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے محاسنِ اخلاق کی تعلیم و ترویج کو اولین ترجیح دی اور لوگوں کی اخلاقی و روحانی تربیت فرمائی تاکہ معاشرے سے وہ تمام خصائلِ رذیلہ ختم ہوں جو فساد اور شر کا باعث بنتے ہیں-[26]

گرچہ موجودہ صدی کا انسان مادی ترقی و خوشحالی کے لحاظ سے بام عروج پر ہے لیکن وہ اپنی مذہبی و روحانی اور سماجی و اخلاقی اقدار سے محروم ہوتا جا رہا ہے- فقط مادیت پر انحصار نے اسے خود غرضی و مفاد پرستی تک محدود کر دیا ہے جس کے نتیجے میں موجودہ معاشرہ انسان دوستی و ہمدردی، مساوات، رواداری، امن و آشتی، احترامِ آدمیت، عدل و انصاف اور حسنِ سلوک جیسی عظیم اخلاقی و روحانی اقدار سے تہی دامن ہو چکا ہے-

قرآن کریم نے حسنِ معاشرت اور مثالی سماج کی تشکیل کیلئے جامع اخلاقی و روحانی فلسفہ پیش کیا ہے جس کا مقصد انسانیت کو مادیت اور ہوا و ہوس سے نکال کر اخلاقی و روحانی سماج کا قیام عمل میں لانا ہے جس کیلئے قرآن نے اجتماعی سطح پر تزکیہ نفس و اصلاحِ باطن (جو فلاحی معاشرے کی ضمانت ہے) کی تاکید کی ہے

[23] (اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور، مولانا سید جلال الدین عمری، اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی، دسمبر 2005، ص:42)

[24] (البقرہ، آیت 177)

[25] (المائدہ:2)

[26] http://religion.asianindexing.com/images_religion/1/1f/Al-Milal-_Journal_of_Religion_and_Thought_1_1_2.pdf

تاکہ معاشرہ سماجی برائیوں اور خصائلِ رذیلہ سے پاک ہو کر اپنی اخلاقی و روحانی ہیئت برقرار رکھ سکے۔ مثلاً قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى"[27]

"بیشک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا"۔

حافظ ابن کثیر ""تفسیر ابن کثیر" میں مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"أَيْ: طَهَّرَ نَفْسَهُ مِنَ الْأَخْلَاقِ الرَّذِيلَةِ"

"یعنی اس نے اپنے نفس کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کر لیا"۔

اسی طرح قرآن مجید میں اقوامِ سابقہ پر اللہ تعالیٰ کے انعام و عذاب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے جو موجودہ اقوام کی اخلاقی تربیت کیلئے پند و نصیحت ہے کہ وہ اپنے معاشرے کو احکامِ الٰہی کے تابع کریں اور ان انسانی و اخلاقی اور سماجی اقدار سے انحراف نہ کریں جن سے انحراف ماضی میں اقوام کی تباہی کا سبب بنا لیکن اگر دیکھا جائے تو موجودہ معاشروں میں بھی اقوامِ سابقہ کی طرح ان اخلاقی و سماجی برائیوں (جیسے ناپ تول میں کمی، وعدہ خلافی، جھوٹ، بے حیائی، بد دیانتی و خیانت وغیرہ) کی روش عام ہے جو معاشرے کی بنیادیں دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں۔

مزید اس وقت دنیا میں انسانی حقوق کی پامالی، انسانیت پر ظلم اور نسل پرستی و نسل کشی کی صورت میں جو انسانی بحران تیزی سے جنم لے رہا ہے یہ ہمیں بحیثیتِ انسان اپنی ذمہ داریوں پہ اکساتا ہے کہ ہم ایک عالمی فلاحی سماج کے قیام کیلئے اپنا کردار ادا کریں جس کیلئے قرآن مجید کی تعلیمات بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

حاصلِ بحث:

موجودہ دنیا کا ایک عالمی اکائی (Global Village) میں تبدیل ہو جانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اقوامِ عالم معاشی و تجارتی اور سیاسی و اقتصادی لحاظ سے باہم منحصر ہیں، اس دوران دنیا میں قیامِ امن، انسانی مفاد، مذہبی ہم آہنگی، پر امن بقائے باہمی اور روحانی سماجی اقدار کی پریکٹس کیلئے قرآن مجید کا تصور "عالمگیر اخوت و محبت" بہترین لائحہ عمل ہے۔ علاوہ ازیں اس حقیقت سے قطعاً انکار ممکن نہیں ہے کہ دنیا چاہے جتنی بھی ترقی کر لے بالآخر اس کی فکر و منطق اور علم و دانش کا بنیادی محور و مرکز قرآن حکیم اور تعلیماتِ نبوی (ﷺ) ہی ہوتا ہے۔

مزید برآں! عصرِ حاضر میں بالخصوص اُمتِ مسلمہ کی تعلیماتِ قرآن سے رہنمائی کی بات کی جائے تو حالات دگرگوں نظر آتے ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے جب سے علومِ قرآن (Quranic Sciences) سے فکری و عملی استفادہ کا ذوق و شوق اور اپنے ہر طرح کے مسائل کے حل کیلئے کتاب اللہ سے رہنمائی لینی ترک کی ہے تب سے زوال و انحطاط کا شکار ہے، ایسے میں قرآن مجید اور صاحبِ قرآن (آقا پاک ﷺ) کا پیغام ہی نجاتِ امت کا سبب ہے۔ الغرض! قرآن مجید کے آفاقی نظریہ حیات کے تحت پوری انسانیت بہ تقاضائے وقت ہر دور میں فیضانِ قرآن و پیغامِ قرآن سے ہدایت پاتی رہے گی بشرطیکہ وہ تعلیماتِ قرآن پر عمل پیرا ہو کیونکہ:

'The Qur'an is a book which emphasizes 'deed' rather than 'idea[28] ''.

"قرآن پاک وہ کتاب ہے جو فکر کی بجائے عمل پر اصرار کرتی ہے"۔

☆☆☆

[27](الاعلیٰ:14)

[28]http://www.archipress.org/docs/pdf/iqbalreconstruction.pdf

تعارفِ انسان

قرآن و سنت کی روشنی میں

لئیق احمد

انسان کی لغوی تعریف:

انسان عربی زبان کے لفظ اَلْاِنْس سے مشتق ہے جس کے معنی آدمی اور بشر کے ہیں- اسم الانس کے ساتھ ان زائد برائے مبالغہ لگانے سے انسان بنتا ہے-[1]

علامہ مجد الدین فیروز آبادی (م:817ھ) لکھتے ہیں:

"بشر انسان کو کہتے ہیں- بشر کا معنی انسان کی ظاہری کھال ہے اور کھال کو کھال سے ملانا مباشرت ہے- بشارت اور بشری کا معنی خوشخبری دینا ہے"-[2]

انسان کا اسم تصغیر اُنَیس ہے- حضرت ابن عبّاس (رضی اللہ عنہما) کا قول ہے کہ انسان کو اس لئے انسان کا نام دیا گیا ہے کہ اس کے ذمے ایک کام لگایا گیا تھا تو وہ اسے بھول گیا-

"لفظ الانیس کا ایک مطلب انس کرنے والا دوست ہے یعنی ہر وہ چیز جس سے انس ہو"-[3]

انسان کی تخلیق قرآن و سنّت کی روشنی میں:

اللہ پاک نے قرآن کریم میں انسان کے وجود پذیر ہونے ،اس کائنات میں آنے اور اس کی تخلیق کے بارے میں متعدد مقامات پر تذکرہ کیا ہے- ہم یہاں تین عنوانات کے تحت تخلیقِ انسان پر گفتگو کریں گے-

1- حضرت آدم (علیہ السلام) کی تخلیق کے مراحل:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ"[4]

"جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا- پھر جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گرنا"-

ان آیات میں اللہ ربّ العزت نے آدم (علیہ السلام) کی تخلیق کا تذکرہ فرمایا ہے- اکثر مفسرین نے ان آیات کی تفسیر کے لیے ان احادیث کو پیش کیا ہے-

امام ابن عساکر (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ:

"حضرت آدم (علیہ السلام) کی تخلیق کے لیے تمام روئے زمین سے مٹی لی گئی پھر اس مٹی کو زمین پر ڈال دیا گیا حتیٰ کہ وہ چمٹنے والی مٹی ہو گئی پھر اس کو چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ سیاہ بدبودار کیچڑ ہو گئی- پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے شایانِ شان ہاتھ سے ان کا پتلا تیار کیا- حتیٰ کہ وہ پتلا خشک ہو گیا اور ٹھیکرے کی طرح بجنے والی خشک مٹی ہو گیا کہ جب اس پر انگلی ماری جائے تو اس سے کھنکتی ہوئی آواز نکلے"-

امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"امام فریابی، امام ابن سعد، امام ابن جریر، امام ابن ابی حاتم، امام حاکم اور امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہم) نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) کو آدم اس لیے کہا

---

[1](مختار الصحاح،ص:50)
[2](القاموس المحیط،ج:1،ص:698،مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)
[3](مختار الصحاح،ص:50)
[4](سورة ص:71-72)

گیا ہے کیونکہ وہ "ادیم الارض" یعنی صفحہ زمین سے پیدا کئے گئے ہیں"۔[5]

امام ابن سعد، امام ابو یعلیٰ، امام ابن مردویہ اور امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہم) نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو کیچڑ (گیلی مٹی) کر دیا، پھر اس کو چھوڑ دیا، حتیٰ کہ سیاہ گارا ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے آدم (علیہ السلام) کا پتلا بنایا اور ان کی صورت بنائی، پھر اس کو چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ خشک ہو کر بجنے والی مٹی کی طرح ہو گیا۔ ابلیس اس پتلے کے پاس سے گزر کر کہتا تھا کہ یہ کسی امر عظیم کیلئے بنایا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پتلے میں اپنی پسندیدہ رُوح پھونک دی، اس رُوح کا اثر سب سے پہلے ان کی آنکھوں اور نتھنوں میں ظاہر ہوا، ان کو چھینک آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو الحمد للہ کہنے کا القاء کیا انہوں نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا یرحمک اللہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) اس جماعت کے پاس جاؤ اور ان سے بات کرو دیکھو یہ کیا کہتے ہیں۔ حضرت آدم (علیہ السلام) ان فرشتوں کے پاس گئے اور کہا السلام علیکم۔ انہوں نے کہا وعلیکم السلام۔ پھر آدم علیہ السلام اللہ کے پاس گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، انہوں نے کیا کہا حالانکہ اللہ کو خوب علم ہے۔ حضرت آدم (علیہ السلام) نے کہا: اے رب میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے کہا وعلیکم السلام۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم (علیہ السلام) یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کے سلام کرنے کا طریقہ ہے۔[6]

2-ابن آدم کی تخلیق کے مراحل:

اللہ تعالیٰ انسان کی تخلیق شکم مادر میں کیسے فرماتا ہے اور جسم انسانی کن مراحل سے گزرتا ہے اس حوالے سے سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ"[7]

"پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی۔ تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے"۔

اس آیت کریمہ میں انسان کی تخلیق کے جو مراحل بیان کیے گئے ہیں حدیث مبارکہ میں بھی اسی طرح انسان کی تخلیق کے مراحل بیان ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

"بے شک تم میں سے کسی ایک کی خلقت کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک رکھا جاتا ہے۔ پھر چالیس دن تک وہ جما ہوا خون ہوتا ہے پھر چالیس دن میں وہ گوشت بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے"۔[8]

3-عالم ارواح میں رُوحِ انسانی کی تخلیق:

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں لفظ کُن سے ارواح کی تخلیق فرمائی اور اسی عالم میں عہد الست ہوا اور ارواح سے سوال کیا گیا "الست بربکم" کہا: میں تمہارا رب نہیں ہوں جس پر تمام ارواح نے "بلیٰ" کہہ کر اللہ ربّ العزت کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ رُوح کی تخلیق جسم سے قبل ہوئی ہے اور اس کی ایک دلیل یہ حدیث بھی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"روحیں مجتمع لشکر ہیں جو ان میں سے ایک دوسرے سے متعارف ہوتی ہیں وہ ایک دوسرے سے الفت رکھتی ہیں اور جو ایک دوسرے سے ناآشنا ہوئی ہیں وہ آپس میں اختلاف کرتی ہیں"۔[9]

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م: 752ھ) لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ اس سے ابتداء خلقت کی خبر دینا مقصود ہو جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے

[5](الدر المنثور، ج:1، ص:49، آیت اللّٰہ العظمی ایران)
[6](ایضاً، ص:48)
[7](المؤمنون:14)
[8](صحیح بخاری ومسلم)
[9](صحیح بخاری/سنن ابی داؤد)

کہ رُوحوں کو جسموں سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور جب رُوحوں کا جسموں میں حلول ہوا تو ان کی آپس میں شناسائی یا عدم شناسائی عالم ارواح کے اعتبار سے ہوئی تو رُوحیں جب دنیا میں ایک دوسرے سے ملیں تو ان کا ایک دوسرے سے متفق یا مختلف ہونا بھی اسی سابق شناسائی کا عدم شناسائی کے اعتبار سے تھا"۔[10]

امام جلال الدین سیوطی (م:911ھ) نے بھی لکھا ہے کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے روحوں کو جسموں سے پہلے پیدا کیا ہے"۔[11]

علامہ بدرالدین عینی حنفی (م:855ھ) نے بھی لکھا ہے کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ روحوں کو جسموں سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جسموں کے فنا ہونے کے بعد بھی روحیں باقی رہتی ہیں- اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ:

"شہداء کی رُوحیں سبز پرندوں کی پوٹوں میں رہتی ہیں"۔[12]

عظمتِ انسان قرآن مجید و احادیث نبوی (ﷺ) کی روشنی میں:

1- تمام مخلوقات پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اپنی تمام مخلوقات پر اسے فضیلت و برتری عطا کی ہے- جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا"[13]

"اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی"۔

اس آیت میں اللہ ربّ العزت نے انسان کے تمام مخلوقات میں مکرم و مشرف و فضیلت والا ہونے کا ذکر فرمایا ہے- بزبانِ منظور احمد فاتح:

فرشتہ مجھ کو کہنے سے میری تحقیر ہوتی ہے
میں مسجودِ ملائک ہوں، مجھے انسان رہنے دو!

بقول الطاف حسین حالی:

فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان اپنا مقام اور مرتبہ پہچانے- اللہ تعالیٰ اور رسول کریم (ﷺ) کے احکام کے ذریعے اس کے قرب کی مسلسل جدوجہد کرے-

2- کائنات کی تمام اشیاء کا انسان کے لیے بنانا

اللہ ربّ العزت نے انسان کو اپنے قرب و وصال کے لیے تخلیق فرمایا جب کہ ربِّ کائنات نے اس کائنات کی تمام اشیاء کو انسان کے نفع اور فائدے کے لیے پیدا کیا- جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا"[14]

"وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے"۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ"[15]

"بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی تبدیلی میں اور کشتی میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ مردہ زمین کو زندگی بخشی اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل جو آسمان اور

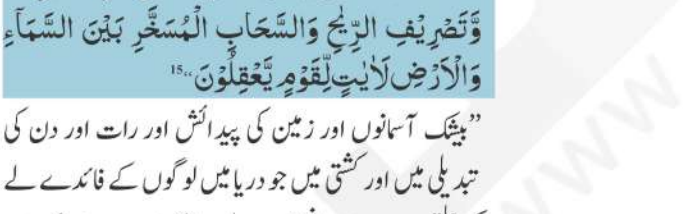

[10](فتح الباری، ج:6، ص:369، مطبوعہ لاہور، 1401ھ)
[11](الحاوی للفتاوی، ج:2، ص:100، مطبوعہ المکتبہ النوریہ الرضویہ، لائل پور، پاکستان)
[12](عمدۃ القاری، ج:15، ص:216، مطبوعہ ادارۃ الطباعہ النمیریہ، مصر 1328ھ)
[13](الاسراء:70)
[14](البقرۃ:29)
[15](البقرۃ:164)

زمین کے درمیان حکم کے پابند ہیں ان سب میں یقینا عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں"۔

3-انسان کا زمین میں اللہ کا خلیفہ ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت اور نیابت کا سہرا انسان کے سر پر سجایا ہے۔ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ"

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے"۔

بعض علماء نے مذکورہ بالا آیت کے تناظر میں خلیفہ کی یہ تعریف کی ہے:

"خلیفہ اسے کہتے ہیں جو کسی کے ملک میں اس کے تفویض کردہ اختیارات کو اس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے اور اس کی منشاء کو ٹھیک ٹھیک پورا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ اعلیٰ اور ارفع مقام اس لیے عطا فرمایا ہے تاکہ وہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے احکام کو بجالاتے ہوئے اسلامی نظام کو نافذ کرے اور نظام عدل و انصاف قائم کرے۔

4-اللہ تعالیٰ کا انسان کو اپنے ہاتھوں سے بنانا:

تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے لفظ "کن" سے پیدا کیا اور انسان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ"[16]

فرمایا: اے ابلیس! تجھے کس نے اس (ہستی) کو سجدہ کرنے سے روکا ہے جسے میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے کہ صحیح مسلم کی روایت کی مطابق حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو مارے تو چہرے سے اجتناب کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے"۔[17]

اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ"[18]

"بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا"۔

مقصد انسان قرآن و سنت کی روشنی میں

1-انسان کی وجہ تخلیق

قرآنِ مجید میں اللہ ربّ العزت انسان کی تخلیق کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ"[19]

"اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں"۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ:

"یہاں عبادت سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت و پہچان ہے"۔[20]

حضرت مجاہد (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہے کہ:

"اس آیت کا معنی ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ مجھے پہچانیں۔علامہ ثعلبی نے کہا یہ قول اس لئے حسن ہے کیونکہ قرآنِ مجید کی متعدد آیات سے اس کی تائید ہوتی ہے"۔[21]

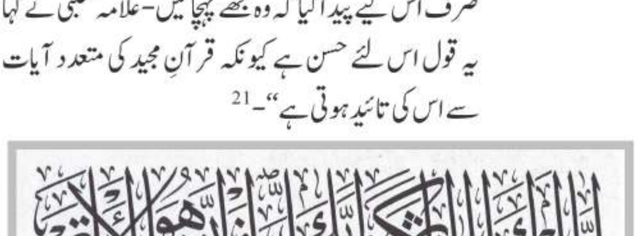

[16](سورۃ ص:75)
[17](صحیح مسلم، رقم الحدیث:6532)
[18](التین:4)
[19](الذاریات:56)
[20](الاسرار المرفوعة، رقم الحدیث:698، ص:179، دار الکتب العلمیه، بیروت 1405ھ)
[21](تفسیر ثعلبی، ج:9، ص:120، دار احیاء التراث العربی، البیروت 422ھ)

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے علامہ سیّد محمود آلوسی (رحمۃ اللہ علیہ) "رُوح المعانی" میں ارشاد فرماتے ہیں:

اس آیت میں جو فرمایا گیا ہے "تاکہ وہ میری عبادت کریں"، اس کا معنی ہے تاکہ وہ مجھے پہچان لیں اور اللہ تعالیٰ کو پہچاننا اس کی عبادت کرنے کا سبب ہے- سو آیت میں مسبب کا ذکر ہے اور اس سے سبب کا ارادہ فرمایا ہے اور یہ مجاز مرسل ہے اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ معرفت معتبر ہے جو اس کی عبادت سے حاصل ہو نہ کہ وہ معرفت جو بغیر عبادت کے حاصل ہو- جیسا کہ فلاسفہ عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور یہ عمدہ قول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جنات اور انسانوں کو پیدا نہ کرتا اگر اس کی معرفت حاصل نہ ہوتی، اس کے وجود کی معرفت حاصل ہوتی نہ اس کی توحید کی- اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے"-[22]

وہ حدیث مبارکہ جس کا ذکر امام آلوسی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے وہ یہ حدیث قدسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ"[23]

"مَیں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس مَیں نے مخلوق کو پیدا فرمایا تاکہ میری پہچان ہو"-

اس حدیث قدسی کو کثرت سے صوفیاء کرام نے بیان کیا ہے جس میں علامہ ابن عربیؒ، سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ، حضرت سلطان باھوؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور بہت سے صوفیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہم) شامل ہیں-

قرآن و سنت سے یہ بات واضح ہے انسان کا مقصد حقیقی اپنے رب کی معرفت اور اس کا قرب ہے- جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ"[24]

"تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں اور اللہ کو پاکی ہے اور میں شریک کرنے والا نہیں"-

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ سید محمود آلوسی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"ادعوا الی اللہ ای ادعوا الناس الی معرفتہ"

"دعوت الی اللہ سے مراد لوگوں کو اس کی ذات کی معرفت و پہچان کی طرف دعوت دینا ہے"-

ملا علی القاری (رحمۃ اللہ علیہ) "فقہ اکبر" جو امام اعظم ابو حنیفہ کی تصنیف لطیف ہے، کی شرح میں مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

"ان اول ما يجب على العبد معرفة الله سبحانه وتعالىٰ"[25]

"بے شک بندے پر سب سے پہلا وجوب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی معرفت کا ہے کیونکہ اس کی معرفت و پہچان کے بغیر اس کی کامل طور پر بندگی بجا نہیں لا سکتا"-

معرفت الٰہی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضور غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تصنیف لطیف "سر الاسرار" میں ارشاد فرماتے ہیں:

"من لم یعرفہ کیف یعبدہ"

"جو شخص اس ذات کی معرفت و پہچان نہیں رکھتا وہ اس کی کامل عبادت کیسے کر سکتا ہے"-

پس معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی کا حقیقی مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت کو حاصل کرنا ہے- صوفیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہم) فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت ظاہر و باطن کی پاکیزگی سے ہوتی ہے- انسان کا ظاہر شریعت مطہرہ کی پابندی سے پاک ہوتا ہے- جبکہ انسان کا باطن اللہ تعالیٰ کے قلبی ذکر سے پاک ہوتا ہے-

2- دین کے نفاذ کی کوشش:

جب انسان اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے نور سے منور کر لیتا ہے اور اپنے ظاہر کو شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے آراستہ

[22](روح المعانی جز:27، ص:33، دار الفکر بیروت، 1417ھ)

[23](علامہ عبد الرحمٰن بن محمد ابن خلدون "تاریخ ابن خلدون"، ج:1، المقدمہ، فصل: فی علم التصوف، ص:385، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)
(السید الشریف علی بن محمد بن علی الجرجانی، الحنفی، "التعریفات"، ص:120، قدیمی کتب خانہ کراچی، پاکستان)
(علامہ الشیخ علی بن سلطان محمد القاری الحروی: تفسیر "انوار القرآن واسرار الفرقان"، ج:5، ص:35، دار الکتب العلمیۃ، لبنان)
(علامہ ابو الفضل شہاب الدین السیّد محمود الآلوسی البغدادی، تفسیر "روح المعانی"، ج:14، ص:39، المکتبہ الحقانیہ، ملتان، پاکستان)

[24](الیوسف:108)

[25](ملا علی القاری فی الشرح علی الفقہ الاکبر للامام ابو حنیفہ)

کرلیتا ہے تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ انسانیت کی اصلاح کیلیے میدان عمل میں نکلے اور "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا فریضہ سر انجام دے کیونکہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے بھی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی تربیت اسی انداز میں فرمائی- مکی دَور میں حضور نبی کریم (ﷺ) نے صحابہ کے عقائد کو پختہ فرمایا اور اپنی نگاہِ مبارک سے ان کے باطن کا تزکیہ فرمایا- جب ان کا قلب اللہ تعالیٰ کی معرفت سے منور ہو گیا تو ہجرت مدینہ کے بعد آپ (ﷺ) نے ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور پھر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو معاشرہ میں عملی کردار ادا کرنے کا حکم دیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا نفاذ معاشرہ میں ہو سکے اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکے- "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی اہمیت کا اندازہ ان احادیث مبارکہ سے ہوتا ہے-

حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"جب بنو اسرائیل میں گناہ بہت بڑھ گئے تو ان کے علماء نے منع کیا، لیکن وہ باز نہیں آئے- وہ علماء ان کی مجلسوں میں بیٹھتے رہے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل بھی ان کی طرح کر دیے اور حضرت داؤد (علیہ السلام) اور حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی زبان سے ان پر لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے- رسول اللہ (ﷺ) ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ (ﷺ) اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے- تم ان کو ضرور نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکے رہنا اور تم ظالموں کے ہاتھ کو پکڑ لینا اور ان کو حق کے مطابق عمل پر مجبور کرنا"-[26]

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث (رحمۃ اللہ علیہ) (متوفی :275ھ) روایت کرتے ہیں: حضرت قیس فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! تم یہ آیت تلاوت کرتے ہو اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کسی گمراہی سے تمہیں کوئی ضرر نہیں ہو گا- (المائدۃ:105) اور تم اس آیت سے غلط مطلب نکالتے ہو اور ہم نے حضور نبی کریم (ﷺ) کو یہ فرماتے سنا، جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو اللہ ان سب پر عذاب لے آئے گا اور ہشیم کی روایت میں ہے، جس کسی قوم میں گناہوں پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ ان گناہوں کو مٹانے پر قادر ہو پھر نہ مٹائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب لے آئے گا"-[27]

بحیثیت فرد جہاں انسان کی اپنی اصلاح ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آقا کریم (ﷺ) کے حکم کا تابع ہو کر معاشرے میں اسلامی نظام کو نافذ کرنے کیلیے عملی اقدام اُٹھائے جائیں تاکہ معاشرے میں عدل و انصاف قائم ہو سکے-

خلاصہ کلام:

انسان کی اس کائنات میں مرکزی حیثیت ہے- اس کا اپنے رب سے تعلق عبد ہونے کا ہے اور کائنات سے تعلق خلیفۃ اللہ ہونے کا ہے- یعنی جب انسان اللہ کا کامل عبد بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے وجود کو اپنی نشانی بنا دیتا ہے اور کائنات کی تسخیر اس کے وجود سے ہوتی ہے- اس لیے ضروری ہے کہ ہر انسان انفرادی طور پر اپنے رب کی معرفت سے روشناس ہو اور پھر اجتماعی طور پر ایک ریاست کی صورت میں اللہ کے دین کے نفاذ کی کوشش کرے- وہ کوئی معمولی وجود نہیں ہے بلکہ اس کائنات کی انمول ترین چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خصوصی قدر و منزلت ہے اور جو اسرارِ الٰہیہ کا امین اور اُس کی صفات و کمالات کا مظہر ہے-

☆☆☆

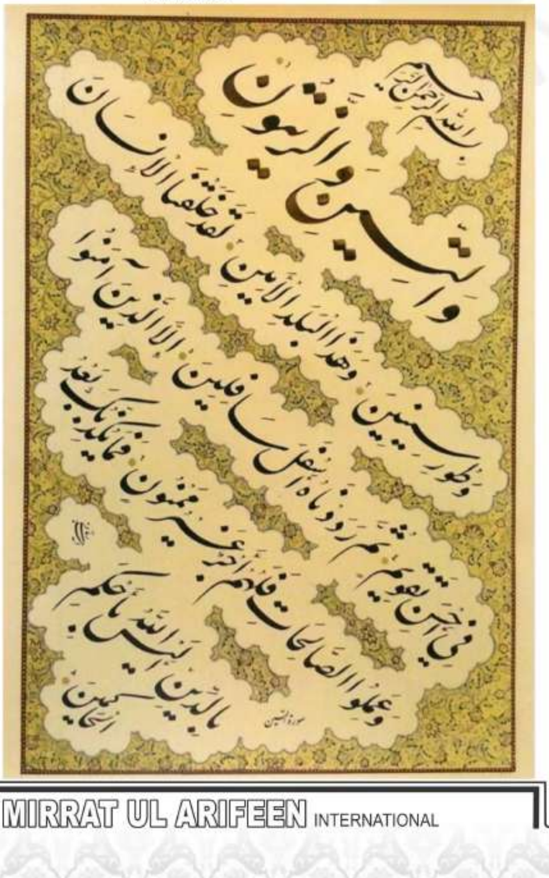

[26] (سنن ترمذی، ج:5، رقم الحدیث:3098)

[27] (سنن ابو داؤد، ج:3، رقم الحدیث:4236)

تاج المحدثین

امام ابو نعیم اصفہانی (رحمۃ اللہ علیہ)

Imam Abu Nu'aym al-Asfahani

مفتی محمد صدیق خان قادری

نام ونسب:

آپ کا نام احمد، کنیت ابو نُعَیم اور نسب نامہ احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران ہے۔[1]

ولادت وخاندان:

آپ سن 336ھ میں اصفہان میں پیدا ہُوئے۔[2]

گو کہ آپ عجم نژاد تھے تاہم ان کے خاندان کو خانوادۂ نبوت سے ولاء کا شرف حاصل ہے ان کے جد اعلیٰ مہران کو اس خاندان میں سب سے پہلے مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہُوا۔ یہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔

کیونکہ اُن کی ولادت اصفہان میں ہوئی اور زندگی بھی یہیں گزاری تو اس نسبت سے اُن کو اصفہانی کہا جاتا ہے۔

تحصیل علم:

آپ نے تحصیل علم کا آغاز بچپن ہی سے اپنے والد محترم سے کیا اُن کے والد عبد اللہ علم و فن کے بڑے دلدادہ تھے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

"وکان ابوہ من علماء المحدثین والرحالین"[3]

اُن کے والد علم کیلئے سفر کرنے والے محدثین علماء میں سے تھے۔

اس لئے انہوں نے اپنے فرزند کو نہایت کم سنی ہی میں تحصیل علم اور سماعِ حدیث کے مقدس اور بابرکت کام میں لگا دیا جب اُن کی عمر سات یا آٹھ سال کی تھی تو انہوں نے احادیث کا باقاعدہ سماع شروع کر دیا تھا، امام ابو نُعَیم کو یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ چھ سال کی عمر ہی میں بعض مشہور اور معتبر محدثین نے تبرکاً اُن کو اجازتِ حدیث مرحمت کر دی تھی[4]۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ:

واسط (عراق کا ایک شہر ہے اور یہ بصرہ اور کوفہ کے درمیان میں ہے) سے عبد اللہ بن عمر شوذب، نیشاپور سے ابو العباس الاصم نے شام سے خیثمہ بن سلیمان طرابلسی اور بغداد سے علامہ جعفر الخلدی اور ابو سھل بن زیاد نے اُن کو اجازت عطا فرمائی۔[5]

ان کے شیوخ مختلف اسلامی ملکوں اور شہروں سے تعلق رکھتے تھے اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے تحصیل علم کیلئے عراق، حجاز، خراسان، شام، بغداد، واسط، نیشاپور، بصرہ اور کوفہ وغیرہ کا سفر کیا ہوگا۔

اساتذہ:

امام ابو نُعَیم نے مختلف شہروں اور ملکوں کے مایہ ناز آئمہ فن سے اکتساب علم کیا، اُن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

اصفہان میں انہوں نے اپنے والد محترم اور ابو محمد عبد اللہ بن جعفر، سلیمان بن احمد طبرانی، محمد بن اسحاق بن ایوب، محمد بن جعفر المغازی، محمد بن احمد بن ابراھیم العسال، ابو اسحاق ابراھیم بن محمد (رحمۃ اللہ علیہم) سے سماع کیا۔ اور مکہ میں ابو بکر محمد بن الحسین الآجری، احمد بن ابراھیم الکندی، ابو الفضل عباس بن احمد الجرجانی (رحمۃ اللہ علیہم) سے

[1](تاریخ بغداد وذیولہ، ج:21، ص:36)
[2](تاریخ الاسلام، ج:29، ص:275)
[3](سیر اعلام النبلاء، ج:17، ص:454)
[4](مسالک الابصار، ج:5، ص:500)
[5](تذکرۃ الحفاظ، ج:3، ص:195)

سماع کیا- واسط میں محمد بن احمد، ابو بکر محمد بن حبیش بن خلف (رحمۃ اللہ علیہم) سے سماع کیا- بصرہ میں محمد بن علی بن مسلم (رحمۃ اللہ علیہم) سے سماع کیا- اور کوفہ میں ابوالحسن محمد بن طاہر، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن علی سے سماع کیا- جرجان میں ابواحمد محمد بن احمد (رحمۃ اللہ علیہم) سے اور نیشاپور میں ابوعمر بن احمد بن حمدان اور ابو احمد محمد بن محمد بن احمد الحافظ (رحمۃ اللہ علیہم) سے سماع کیا-[6]

تلامذہ:

آپ سے بے شمار علماء و محدثین نے اکتساب علم کیا جن حضرات کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہُوا اُن میں سے چند مشہور یہ ہیں-

"ابو بکر بن علی الذکوانی، ابوسعد مالینی، ابوصالح المؤذن، ابو علی الوخشی، ابو بکر محمد بن ابراہیم عطار، سلیمان بن ابرہیم، ھبۃ اللہ بن محمد الشیرازی، محمد بن حسن البکری، کوشیار الجیلی، نوح بن نصر الفرغانی، یوسف بن الحسن، ابو الفضل حمد الحداد، ابو علی المقری، عبدالسلام بن احمد القاضی ابوسعد المطرز، ابو منصور محمد بن عبداللہ الشروطی (رحمۃ اللہ علیہم)-[7]

حدیث میں مقام و مرتبہ:

امام ابو نُعَیم ایک مایہ ناز علمی شخصیت تھے وہ فن حدیث میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے، اُن کا شمار نامور آئمہ فن میں ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ اصحاب سیر نے اُن کو تاج المحدثین، محدث العصر اور (من اعلام المحدثین والرواۃ) جیسے القابات سے یاد کیا ہے- علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں:

"کان من اعلام المحدثین واکابر الحفاظ الثقات"[8]

"وہ اعلام محدثین میں سے اور اکابر ثقہ حفاظ میں سے تھے"-

علامہ تاج الدین سبکی حدیث میں اُن کے علمی مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں

"واحد الاعلام الذین جمع اللہ لهم بین العلو فی الروایة والنهایة فی الدرایة"[9]

"وہ ان ممتاز شخصیات میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے علو اسناد کے ساتھ روایت حدیث میں بھی حد کمال پر فائز کیا تھا"-

علامہ ابن نجار فرماتے ہیں:

"هو تاج المحدثین واحد اعلام الدین"[10]

"وہ محدثین کے سرتاج اور اعلام دین میں سے تھے"-

امام ذہبی حدیث میں اُن کی علمی شان کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں،

"وتفرد فی الدنیا بعلو الاسناد مع الحفظ من الحدیث وفنونه"[11]

"وہ علو اسناد، حفظ حدیث اور جملہ فنون حدیث میں تبحر کے لحاظ سے پوری دنیا میں ممتاز تھے"-

امام ابن عساکر اُن کے علمی تبحر کو کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں

"الشیخ الامام ابو نُعَیم الحافظ واحد عصره فی فضله وجمعه ومعرفته"[12]

"الشیخ الحافظ امام ابو نُعَیم فضائل و کمالات کے جامع اور جمع، معرفتِ حدیث میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے"-

حفظ وضبط اور ثقاہت:

آپ حفظ و ضبط اور ثقاہت میں کمال درجے کو پہنچے ہُوئے تھے اُن کے حفظ و ضبط اور ثقاہت و عدالت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مؤرخین اور اربابِ سِیَر نے ان کو الحافظ المشہور، الحافظ الکبیر اور من اکابر الحفاظ الثقات وغیرہ لکھا ہے-

امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ:

"لم ار احدا اطلق علیه اسم الحافظ غیر ابی نُعَیم وابی حازم العبدوی"[13]

---

[6] (تاریخ بغداد وذیولہ، ج:21، ص:36)

[7] (تذکرۃ الحفاظ، ج:3، ص:195)

[8] (وفیات الاعیان، ج:1، ص:91)

[9] (طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج:4، ص:18)

[10] (ایضاً، ص:21)

[11] (العبر، ج:2، ص:262)

[12] (تبیین کذب المفتری، ج:1، ص:246)

[13] (تذکرۃ الحفاظ، ج:3، ص:196)

"ابو نُعیم اور ابو حازم عبدوی کیلئے الحافظ کا لفظ مطلقاً بولا جاسکتا ہے"۔

امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں اُن کے حفظ و ضبط کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"لم یکن فی افق من الآ فاق احد احفظ منه کان حفاظ الدنیا قد اجتمعوا عندہ"[14]

"اُس وقت روئے زمین پر ابو نُعیم سے بڑا حافظ کوئی نہیں تھا اور دنیا کے بڑے بڑے نامور حفاظ تحصیل علم کیلئے اُن کے پاس جمع ہوتے"۔

علامہ حمزہ بن عباس العلوی فرماتے ہیں کہ اصحاب الحدیث فرمایا کرتے تھے:

"بقی الحافظ ابونُعَیم اربع عشرۃ سنة بلا نظیر، لا یوجد شرقاً ولا غرباً اعلی اسناد امنه ولا احفظ منه"[15]

"امام ابو نُعیم چودہ سال بے مثال حافظ رہے، اُن سے بڑھ کر اعلیٰ اسناد والا اور اُن سے زیادہ حافظ شرق اور غرب میں نہ پایا گیا"۔

شہرت و مقبولیت اور مجلس درس کی وسعت:

امام ابو نُعیم کے علمی کمالات اور غیر معمولی فنی شہرت نے اُن کی ذات کو مرجع خلائق بنادیا تھا اس لئے اُن کی مجلس درس بڑی وسیع تھی لوگ دور دراز کا سفر کرکے اُن کے پاس آتے طلباء کا جم غفیر ہر وقت استفادہ کیلئے موجود رہتا تھا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

"کان ابونُعَیم فی وقته مرحولا الیه"[16]

"امام ابو نُعیم اپنے زمانے میں اُن آئمہ فن سے تھے کہ جن کے پاس لوگ تحصیل علم کے لئے سفر کرکے آتے تھے"۔

شاہ عبد العزیز بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ جب اُن کی مجلس درس آراستہ ہوتی تو ارباب فن اور محدثین عجز و نیاز کے ساتھ انکے دولت کدہ پر حاضر ہوکر بڑی رغبت اور مکمل انہماک کے ساتھ اکتسابِ علم کرتے کیونکہ ان کے علوِ اسناد اور جودتِ حفظ کا بڑا چرچا تھا۔[17]

درس کا سلسلہ صبح سے شروع ہوکر ظہر کے وقت تک جاری رہتا تھا اور مجلس درس ہمیشہ طلباء و مستفیدین سے معمور رہتی تھی روزانہ باری باری ایک شخص قرات کرتا تھا ظہر کے وقت مجلس برخاست ہوتی اور وہ گھر آنے لگتے تو شائقین راستے میں بھی ایک جز کی مقدار پڑھ لیتے تھے اس سے اُن کو کوئی آزردگی اور ناگواری نہیں ہوتی تھی اس لیے کہ علم حدیث سے ان کا اشتغال اس درجہ بڑھا ہُوا تھا کہ علامہ تاج الدین سبکی طبقات الشافعیہ میں فرماتے ہیں۔

"لم یکن له غذاء سوی التصنیف والتسمیع"[18]

"حدیثیں سننا اور سنانا اور اُن کی جمع و تالیف ہی اُن کی غذا تھی"۔

تصنیفات:

امام ابو نُعیم اصفہانی ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نامور مصنف بھی تھے انہوں نے مختلف علوم میں بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں۔

اصحاب سیر نے اُن کی چند مشہور درج ذیل کتب کا ذکر فرمایا ہے

❖ دلائل النبوۃ: یہ کتاب اُن کی مشہور کتب میں سے ایک ہے اس کتاب میں وہ تمام واقعات وروایات سنداً بیان کی گئی ہیں جو رسول اللہ (ﷺ) کے خصائص و کمالات اور فضائل و مکارم نیز دلائل نبوت اور معجزات وغیرہ سے متعلق ہیں، پہلے قرآن مجید کی روشنی میں رسول اکرم (ﷺ) کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں اور تائید میں روایات بھی پیش کی گئی ہیں، پھر آپ (ﷺ) کے حسب ونسب کی فضیلت اور قدیم کتابوں اور انبیاء کے صحیفوں میں آپ کے بارے میں جو پیشین گوئیاں

[14] (ایضاً)

[15] (ایضاً)

[16] (ایضاً)

[17] (بستان المحدثین، ص 44)

[18] (طبقات الشافعیہ الکبری، ج:4، ص:21)

ہیں اُن کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد آپ کی ولادت سے وفات تک کے تمام حیرت انگیز واقعات اور معجزات اور آپ کی پیشین گوئیاں اور امور غیب سے متعلق خبروں کا مفصل ذکر ہے۔ اردو زبان میں بھی اس کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ سیرت النبی (ﷺ) کے مطالعہ کیلئے ایک بہترین کتاب ہے۔

❖ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: یہ اُن کی سب سے مشہور و مقبول، عمدہ اور بے نظیر کتاب ہے آئمہ فن نے اِس کو بہترین اور عمدہ کتاب بیان کیا ہے امام صاحب کی زندگی ہی میں اس کو پوری شہرت اور غیر معمولی حسن قبول حاصل ہو گیا تھا اور یہ اسی زمانہ میں جب نیشاپور پہنچی تو لوگوں نے اُسے چار سو دینار میں خریدا۔

حلیۃ الاولیاء میں اُن صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اور مابعد کے آئمہ اعلام و متقین کا ذکر ہے جو زہد و ولایت اور معرفت و تصوف میں ممتاز اور صاحب کمال تھے مصنف نے ان بزرگوں کے فضائل و مناقب خصوصاً اُن کے زہد و تقویٰ کے متعلق واقعات و حکایات جمع کر کے ان کا تصوف میں درجہ و مرتبہ بھی بیان کیا ہے اور ان سے مروی احادیث اور اُن کے عارفانہ اقوال و ملفوظات بھی درج کئے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ بعد میں لکھی جانے والی اکثر کتابوں کا یہی ماخذ ہے اور اس کے زوائد و مختصرات بھی لکھے گئے ہیں۔

❖ کتاب تاریخ اصبہان: اصبہان کی تاریخ میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں یہ اُن میں سب سے زیادہ اہم اور مشہور سمجھی جاتی ہے

❖ کتاب المہدی: اس میں امام مہدی کے اصاف و خصائص اور اُن کے ظہور کی حقیقت وغیرہ کا ذکر ہے۔

❖ کتاب علوم الحدیث: یہ کتاب حاکم کی اصول حدیث میں مشہور تصنیف کتاب معرفۃ علوم الحدیث پر متخرج ہے۔

❖ کتاب المستخرج علی التوحید: امام ابن خزیمہ کی مشہور کتاب التوحید والصفات پر متخرج ہے۔

ان مذکورہ کتب کے علاوہ چند دیگر کتب بھی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

❖ کتاب معرفۃ الصحابہ
❖ معجم الشیوخ
❖ کتاب الریاضۃ والادب
❖ کتاب الطب النبوی
❖ کتاب الاربعین
❖ کتاب حرمۃ المساجد
❖ کتاب فضل العالم العفیف
❖ کتاب المستخرج علی الصحیحین [19]

وفات:

آپ کا وصال محرم الحرام سنہ 430ھ میں ہُوا، فقیہہ محمد بن عبد الواحد نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی۔[20]

☆☆☆

[19](معجم المؤلفین، جز:1، ص:283) (تذکرۃ المحدثین از ضیاء الدین اصلاحی، ج:2، ص:666-661)

[20](تاریخ بغداد وذیولہ، ج:21، ص:37)

رپورٹ

سالانہ ملک گیر دورہ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین

زیرِ قیادت:

سالارِ عارفین، وارثِ میراثِ سلطان العارفین، جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی دامت برکاتہم العالیہ

سرپرستِ اعلیٰ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین سروری قادری

دربارِ گوہر بار؛ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ قدس اللہ سرّہٗ

ادارہ

دردِ انسانیت لے کر معاشرۂ انسانی کو اخلاقی پستی اور ہر قسم کے تعصب و نفرت سے پاک کرنے، اہلِ انسان کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ (ﷺ) کی طرف گامزن کرنے اور اولیائے کاملین کی تعلیمات و تربیتِ ظاہری و باطنی کو عام کرنے کی فکر لے کر ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ دنیا بھر میں اور بالخصوص ملکِ پاکستان کے طول و عرض میں مخلوقِ خدا کے قلوب پہ دستک دے رہی ہے-

الحمد للہ! یہ وہ واحد پلیٹ فارم ہے جسے ہر قسم کے تفرقہ، تعصب، تشخیص و تقسیم سے بالاتر ہو کر لوگ ہمہ تن گوش سماعت فرماتے ہیں-اصلاحی جماعت اسی نظریہ کی ترویج کر رہی ہے جو نظریۂ قرآنی ہے، جو ہر تقسیم کو بالائے طاق رکھ کر کلمہ طیبہ کی بنیاد پہ رشتہ استوار کرتا ہے-ہر مکتبہ فکر کے لوگ اس جماعت کے پیغام کو سنتے اور تسلیم کرتے ہیں-اس تحریک کی اعلیٰ معیاریت کا سہرا اصلاحی جماعت کے سرپرستِ اعلیٰ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی دامت برکاتہم العالیہ کے سر ہے جنہوں نے بانیٔ اصلاحی جماعت سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی (قدس اللہ سرّہٗ)(1947-2003) کے مشن کو مہمیز بخشا-ملک و ملت کی بقاء و کامیابی کے لئے آپ شب و روز جہد و سعی جاری رکھے ہوئے ہیں-آپ کی قیادت میں سالانہ ملک گیر میلادِ مصطفیٰ (ﷺ) و حق باھو کانفرنس کا کامیاب انعقاد کیا جاتا ہے جن میں سینکڑوں ہزاروں لوگ شرکت کرتے ہیں اور آپ مدظلہ الاقدس کے دستِ حق پر تجدیدِ عہد کر کے اپنی قلبی و روحانی مسرت اور منزل حاصل کرتے ہیں-

ہر شہر میں پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک اور نعتِ رسول مقبول (ﷺ) سے ہوتا ہے-اس کے بعد نہایت ہی خوبصورت انداز میں حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرّہٗ) کا عارفانہ کلام پیش کیا جاتا ہے- خصوصی و تحقیقی خطاب جنرل سیکریٹری ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب کا ہوتا ہے-صاحبزادہ صاحب کے خطابات تحقیقی و علمی نوعیّت کے ہوتے ہیں اور تقریباً ہر مقام پہ ایک نئے موضوع پہ نئی تحقیق کے ساتھ خطاب ہوتا ہے-بعض دیگر تحریکی مصروفیات کی وجہ سے جہاں صاحبزادہ سُلطان احمد علی صاحب تشریف نہ لا سکیں وہاں پر ناظم اعلیٰ ”اصلاحی جماعت“ الحاج محمد نواز القادری صاحب، مفتی منظور حسین قادری صاحب اور مفتی محمد شیر القادری صاحب خطاب کرتے ہیں-

پروگرام میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں-جو لوگ اِس دعوتِ بقائے اِنسانیت کو قبول کرتے ہیں اور بیعت ہونا چاہتے ہیں تو وہ پروگرام کے اختتام پر سرپرستِ اعلیٰ اصلاحی جماعت جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب (مدّظلہ الاقدس) کے دستِ مبارک پر بیعت و تجدیدِ عہد کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں اور ”اسم اللہ ذات“ کی لازوال دولت سے سرفراز ہوتے ہیں-بیعت و تجدیدِ عہد کرنے والوں کی تعداد بعض مقامات پر سینکڑوں اور بعض مقامات پر ہزاروں میں ہوتی ہے-پروگرام کے آخر میں صلوٰۃ و السلام کے بعد ملک و قوم اور اُمّتِ مسلمہ کی سلامتی کے لئے دعائے خیر کی جاتی ہے-

اس سال انعقاد پذیر ہونے والے ان شاندار تربیّتی و اِصلاحی اجتماعات کی تفصیل اور خطابات کی مختصر رپورٹ ملاحظہ فرمائیں-

قصور	16-01-2023	سپورٹس گراؤنڈ اسلامیہ کالج

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

زمانوں کے اعتبار سے سب سے بہترین زمانہ حضور نبی کریم (ﷺ) اور اس کے بعد صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین (رضی اللہ عنہم) کا ہے-صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے متعلق قرآن میں ارشاد ہوا:

”رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللہِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ“[1]

”اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی- یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے“-

حضور نبی کریم (ﷺ) کی تمام امت میں سب سے افضل آپ (ﷺ) کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہیں-اس جماعت میں سابقون الاولون مہاجرین و انصار ہیں، عشرہ مبشرہ ہیں، جبکہ ان دس میں بھی چار کو فوقیت حاصل ہے-بلکہ ان چاروں میں بھی اللہ تعالیٰ نے اوّلیت یارِ غار و یارِ مزار سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو عطا فرمائی ہے- آپؓ کی صحابیت کے بارے میں قرآن کریم یوں گواہی دیتا ہے:

”ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا“[2]

”دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے“-

اہل ایمان کو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے اس لئے محبت ہے کہ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم (ﷺ) کے لئے آئی مدد الٰہی کی سب سے واضح صورت تھے- سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرہ) کے طریق پہ قربان جائیں جنہوں نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی محبت ہمارے سینوں میں یوں بھر دی کہ:

جنہاں مجلس نال نبیؐ دے باھو سوئی صاحب ناز نوازاں ھو

ایک اور مقام پہ سلطان العارفین (قدس اللہ سرہ) یوں ارشاد فرماتے ہیں:

میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں ملیا نبی سوہارا ھو

ان ابیات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے-

جھنگ	17-01-2023	چرچی گراؤنڈ

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے کامیاب بندوں کی یہ نشانیاں بیان فرمائیں:

”یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ○ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ“[3]

”اے اطمینان والی جان، اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل-تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی- سو تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا“-

[1](المجادلہ:22) [2](التوبہ:40) [3](الفجر:27-30)

اللہ تعالیٰ کی تمام تر مخلوقات میں انسان افضل ہے اور تمام انسانوں میں خوش نصیب وہ ہیں جو اپنے نفس کو تمام تر آلودگیوں، گناہوں اور ناپاکیوں سے پاک کر کے، اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم (ﷺ) کی محبت و اطاعت سے اپنے نفس کو مقامِ مطمئنہ پہ لے جاتے ہیں- ہم ہر نماز میں سورہ فاتحہ میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں انعام یافتہ لوگوں کی راہ پہ چلا- قرآن کریم نے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کو انعام یافتہ قرار دیا ہے- قرآن کریم نے صالحین کو کبھی متقین کہہ کر پکارا ہے کبھی اولیاء اللہ کہہ کر مخاطب کیا ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ“[4] ”سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم“-

امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیت کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں خالص ہو کر اس کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے- جیسا کہ قرآن مجید میں بیان ہوا:

”اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ“[5] ”اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے“-

اولیاء اللہ کی صحبت کامیابی و شرف کا باعث ہوتی ہے جس کی وضاحت قرآن مجید نے اصحابِ کہف کے کتے کی مثال سے فرمائی ہے کہ جو اللہ کے نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے کامیاب ہو گیا- اگر ایک کتا اولیا اللہ کے راستے پہ چل کر نیک انجام کا حقدار بن سکتا ہے تو اشرف المخلوقات بنی نوعِ انسان میں سے کوئی اللہ والوں کی راہ اختیار کرلے تو اس کا نیک انجام بطریقِ اولیٰ عطا کیا جاتا ہے-

خانیوال | 18-01-2023 | سٹی میرج لان

صدارت و خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں اپنے بے شمار مظاہر پھیلائے ہوئے ہیں اور ان مظاہر کے مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نظام کو چلانے والا کوئی ہے- اِمام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) ”تفسیر کبیر“ میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) کی بارگاہ میں ایک شخص نے سوال کیا کہ کائنات کے صانع (بنانے والے) کے ہونے پہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ تو آپ نے شہتوت کے پتے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ شہتوت کے ادنیٰ سے پتہ سے ذاتِ حق کا اثبات ہوتا ہے کہ اس پتے پر جب ریشم کا کیڑا خوراک حاصل کرتا ہے تو اپنے پیٹ سے ریشم نکالتا ہے اور یہی پتہ جب ہرن کے پیٹ میں اترتا ہے تو اس کے پیٹ سے مشک و کستوری پیدا ہوتے ہیں- جب یہ پتہ کسی طبیب تک پہنچتا ہے تو اس سے دوا تیار کی جاتی ہے- الغرض! یہ زمین، فضا، ہوائیں، پانی، پودے، حشرات الارض، جمادات، پرندے، انسان، تمام انواع و اقسام کی مخلوقات ہمارے خالق کے ہونے کی دلیل ہیں-

ان علوم و مشاہدات کے ذریعے بندہ رب تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے- اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف تمام جہانوں کا رب کہہ کر فرمایا جبکہ اپنے حبیب مکرم (ﷺ) کا تعارف رحمۃ للعالمین کہہ کر فرمایا- علم کے ساتھ ادب کو مشروط رکھا گیا ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ“[6] ”تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو“-

---

[4](یونس:62) [5](البقرۃ:257) [6](الفتح:9)

گویا ادب کے بغیر علم بیکار ہے اور ادبِ مصطفےٰ (ﷺ) کے بغیر معرفتِ الٰہی نصیب نہیں ہوتی- اولیاء اللہ کا طریق بھی یہی ہے کہ آدمی تعلق بالرسول (ﷺ) میں پختہ ہو جائے- جتنے بھی صوفی سلاسل ہیں ان میں بنیادی اہمیت حضور نبی کریم (ﷺ) کے ادب و تعظیم کی ہے- ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچوں اور نسلِ نو کی تربیت میں آقا کریم (ﷺ) کا ادب شامل کریں تاکہ ان کے سینوں میں حضور نبی کریم (ﷺ) کی محبت سرائیت کر جائے-

سلطان باھو سپورٹس | 19-01-2023 | وہاڑی

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تابوتِ سکینہ کو باعثِ تسکین فرمایا ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ“[7]

”اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں، معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے، بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو“-

اس تابوت میں انبیاء (علیہم السلام) کی استعمال شدہ اشیاء موجود تھیں- وہ اشیاء جس میں اللہ نے شفا رکھ دی تھی جس کے ذریعے دل کی تسکین کا سامان ہوتا تھا اور بادشاہت مقدر ٹھہرتی تھی کیونکہ انبیاء (علیہم السلام) کی ذات سے جسے نسبت ہو جائے اس چیز میں اللہ تعالیٰ برکت، رحمت اور شفا رکھ دیتا ہے- سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے والد اور پیغمبرِ خدا سیدنا یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی کے لوٹنے کیلئے اپنا کرتہ بھیجا جو ان کی آنکھوں پہ لگاتے ہی شفا ہو گئی- قابلِ غور بات یہ ہے کہ کرتہ بھیجنے والا بھی نبی ہے اور اپنی ضعیف آنکھوں پہ لگانے والا بھی نبی ہے دونوں کا عقیدہ تھا کہ شفا اللہ پاک کی طرف سے ہے، نبی سے بڑا کوئی معلم توحید نہیں ہو سکتا- تو انبیائے کرام (علیہم السلام) کا عقیدہ قرآن پاک سے واضح ہے کہ وہ دوسرے پیغمبروں کی استعمال شدہ اشیا سے برکت، رحمت اور شفا حاصل کرتے تھے اور اسے عقیدہ توحید کے منافی نہیں بلکہ عین برحق سمجھتے تھے- صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا بھی یہی طریق رہا تھا کہ وہ حضور نبی کریم (ﷺ) سے نسبت شدہ اشیاء کی تعظیم کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے- امام مسلمؒ نے صحیح مسلم شریف میں روایت کیا ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق (رضی اللہ عنہما) نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا اور اپنے غلام عبد اللہ کو مخاطب ہو کر فرماتی ہیں:

---

[7](البقرہ:248)

”یہ حضور نبی کریم (ﷺ) کا جبہ مبارک ہے، آپ (رضی اللہ عنہا) فرمانے لگیں: یہ جبہ (مبارک) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات تک اُن کے پاس تھا اور جب اُن کی وفات ہوئی تو پھر میرے پاس آیا- حضور نبی کریم (ﷺ) اِس جبہ مبارک کو پہنتے تھے پس ہم اس جبہ کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور اِس جبہ مبارک کے ذریعے سے مریضوں کے لئے شفا حاصل کرتے ہیں“-[8]

آج ہمارا معاشرہ جس اخلاقی تنزلی کا شکار ہے اس کا حل یہی ہے کہ دامنِ رحمتِ مصطفےٰ (ﷺ) سے برکت رحمت اور شفا حاصل کریں، ہم اپنی سیرت اور کردار کو رحمت کا پیکر بنالیں کیونکہ حضور نبی کریم (ﷺ) کا راستہ محبت، رحمت اور شیر و شکر کرنے کا راستہ ہے-

ملتان | 20-01-2023 | اسٹیڈیم قلعہ کہنہ قاسم باغ

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

ہماری زندگی کی تمام تر تگ و دو، جستجو اور محنت کا حاصل یہی ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی خوشنودی و رضا اور اس کے قرب و محبت کے حصول میں کامیاب ہو جائیں- اگر آج مسلمان دنیا میں اپنے کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے لو لگائی جائے اور راہِ مصطفےٰ (ﷺ) اختیار کی جائے- قرآن مجید ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم صالحین کی راہ اختیار کریں کیونکہ وہ ہمارے قلوب و اذہان کو حضور نبی کریم (ﷺ) کے ادب و محبت سے روشناس کرواتے ہیں-

صاحبزادہ صاحب نے مزید فرمایا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرہ) کا کلام ”ابیات باھو“ عوام الناس کی تعلیم کے لئے ”الف سے ی“ تک کا قاعدہ ہے- جس کی چند مثالیں یوں ہیں:

- الف: اللہ
- ب: بسم اللہ
- ت: تسبیح
- ع: عاشق
- م: مرشد
- ی: یاریگانہ

یعنی آپ (قدس اللہ سرہ) کے نزدیک الف سے ’اللہ‘ ہے، ب سے ’بسم اللہ‘ ہے، ت سے ’تسبیح‘ ہے، ع سے ’عشق‘ ہے اور ’ی‘ سے ’یاریگانہ‘ ہے- گویا تمام ابیات ایک الگ مقصد اور نقطہ نظر کے تحت بیان فرمائے ہیں- آپ نے آغاز بھی اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک سے فرمایا اور اختتام بھی اللہ کے اسم پاک پہ کیا- لہٰذا اولیائے کاملین کا راستہ ابتداء سے انتہاء تک محبت الٰہی ہے-

[8](صحیح مسلم، کتابُ اللِّبَاسِ وَالزِّینَۃِ)

اسلام آباد | 22_01_2023 | کنونشن سینٹر

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ انسان کی زندگی کے کئی ایسے مراحل ہیں جو اس پر گزرتے ہیں لیکن انسان اپنی عملی زندگی میں ان گوشوں سے کوئی یادوابستہ نہیں رکھتا- مثلاً قرآن مجید میں بیان ہوا:

”هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا“[9]

”انسان پہ ایک ایساوقت بھی گزراجب وہ بیان کرنے والی شے نہ تھا“-

اسی طرح انسان کے وجود کی پیدائشی مرحلے کے متعلق قرآن نے سورہ مومنون میں بیان فرمایا کہ:

”ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ“[10]

”پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی“-

انسان کی پیدائش کے ان مراحل کی یادداشت ہمارے پاس محفوظ نہیں حتیٰ کہ بچپن میں بھی شعور کی ایک خاص عمر آنے تک بچہ اپنی یاداشت میں کوئی چیز محفوظ نہیں رکھتا- اسی طرح قرآن کریم انسان کی اس زندگی کے بعد کا ایک اور مرحلہ بیان کرتا ہے کہ جب انسان کی روح قبض کرلی جاتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے- روح جسم سے نکل کر عالمِ برزخ میں پہنچ جاتی ہے- برزخ سے مراد اوٹ ہے، یعنی برزخ دو کیفیتوں کے درمیان حائل ایک پردے کو کہتے ہیں- جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ الرحمٰن میں ارشاد فرمایا:

”مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝“[11]

”اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے- اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا“-

اسی طرح ”سورہ المومنون“ میں بیان ہے:

”وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝“[12]

”اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے“-

امام قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ) برزخ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وَالْبَرْزَخُ مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ وَقْتِ الْمَوْتِ اِلَى الْبَعْثِ، فَمَنْ مَّاتَ فَقَدْ دَخَلَ فِي الْبَرْزَخِ“[13]

”دنیا اور آخرت کے درمیان موت کے وقت سے لے کر دوبارہ اٹھنے تک کا وقفہ برزخ ہے- پس جو فوت ہو گیا وہ برزخ میں داخل ہو گیا“-

اس لیے ہمیں جان لینا چاہیے کہ موت سے حشر تک جو مرحلہ ہے از روئے قرآن عالمِ برزخ کہلاتا ہے- برزخ میں بھی انسان زندگی بیتاتا ہے لیکن اُس زندگی کی کیفیت اِس زندگی سے مختلف ہوتی ہے جو زندگی اب ہم بِیتا رہے ہیں-

[9](الدہر:1)
[10](المؤمنون:14)
[11](الرحمن:19-20)
[12](المومنون:100)
[13](تفسیر قرطبی، زیر آیت المومنون:100)

چکوال — 23-01-2023 — ایلیگنس مارکی

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام (علیہم السلام) کو معجزات عطا فرمائے جو اس وقت کے لئے خاص تھے- لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ﷺ) کو قرآن مجید کا معجزہ عطا فرمایا ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا- کیونکہ یہ خالق کائنات کا کلام پاک اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اس نے خود اٹھایا ہے- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ‘‘[14]

’’بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں‘‘-

یعنی قرآن پاک میں قیامت تک کوئی تحریف نہیں ہو سکتی- قرآن کریم کا یہ بھی اعجاز ہے کہ اس کی جہاں سے بھی تلاوت کی جائے، انسان کے سینے میں ہدایت کا نزول ہونے لگ جاتا ہے- قرآن کریم کا فیض ہمیں اس سرزمین پہ اولیاء اللہ کی بدولت نصیب ہوا ہے- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ وَ جَاهِدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِهٖ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ‘‘[15]

’’اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ‘‘-

حضرت سُلطان باھُوؒ (قدس اللہ سرہ) فرماتے ہیں کہ وہ وسیلہ ’’اسم اعظم‘‘ ہے- اسم اعظم کی مشق سے انسان کا ظاہر و باطن پاکیزہ ہوتا ہے اور دل اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات سے روشن ہو جاتا ہے-

خوشاب — 24-01-2023 — دارالعلوم غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ’’اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین‘‘ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ﷺ) کی بعثت اس دنیا میں شرک و کفر کے اندھیرے ختم کرنے کے لئے فرمائی- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’وَ النَّجۡمِ اِذَا هَوٰی‘‘[16] ’’روشن ستارے کی قسم! جب وہ اوپر سے نیچے اترا‘‘-

امام بغوی ’’معالم التنزیل‘‘ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اَلۡمُرَادُ بِالنَّجۡمِ الۡقُرۡاٰنُ سُمِّیَ نَجۡمًا لِاَنَّهٗ نَزَلَ نُجُوۡمًا مُتَفَرِّقَةً- قَالَ جَعۡفَرُ الصَّادِقُ یَعۡنِیۡ مُحَمَّدًا (ﷺ) اِذَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الۡاَرۡضِ لَیۡلَةَ الۡمِعۡرَاجِ

’’کہا گیا ہے کہ نجم سے مراد قرآن پاک ہے اور قرآن پاک کو نجم اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ متفرق طور پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوا ہے- امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ نجم سے مراد محمد (ﷺ) ہیں جب کہ آپ (ﷺ) معراج کی رات آسمان سے زمین کی طرف اترے‘‘-

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ﷺ) متعلق ارشاد فرمایا:

---

[14] (الحجر:9)
[15] (المائدہ:35)
[16] (النجم:1)

"وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰىؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى"[17] "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے - وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"-

جس طرح قرآن مجید وحی الٰہی ہے بعین اسی طرح حدیث پاک بھی وحی الٰہی ہے، البتہ قرآن متلو اور حدیث غیر متلو ہے- یعنی جو قرآن مجید پر یقین رکھتا ہے وہ حقانیتِ سنتِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بھی یقین رکھتا ہے- اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قرآن مجید کا علم عطا کر کے دنیا کی تخلیق سے قبل اور بعد تک کے تمام علوم کا علم عطا فرمایا- کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم کو قرآن مجید میں جمع فرما دیا ہے-

میانوالی | 25-01-2023 | ہاکی اسٹیڈیم

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دو ایسی صفات عطا فرمائی ہیں جن کے ذریعے ہمارے سینوں میں ایمان راسخ و مستحکم ہوا- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا"[18]

"اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا"-

یعنی حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بشارتیں عطا فرمائیں کہ نیک و صالح اعمال سے قبر اور آخرت روشن ہو گی جبکہ راہِ حق چھوڑنے والے کی قبریں تاریک ہوں گی- اس لئے انسان کو روزِ محشر اگر کوئی چیز نفع دے گی تو وہ اس کا ایمان اور اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہو گی- کیونکہ فلاح و کامیابی کا راستہ قرآن مجید نے اپنے نیک اور سچے بندوں میں شامل ہونے کو فرمایا ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ"[19] "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"-

لہٰذا انسان کو اپنی سنگت دیکھ کے بنانی چاہیے کیونکہ سنگت صرف اس دنیا میں نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی حسرت پہ مجبور کر دے گی- اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام (علیہم السلام) سے بذریعہ وحی جو خطاب فرمایا اسے شریعت کا درجہ عطا ہوا- اس لئے جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہوتے ہیں انہیں باطن کی آنکھ کا نور عطا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے دل پہ القاء فرماتا ہے جسے الہام کہتے ہیں- اولیاء اللہ لوگوں کا تزکیہ کرتے ہیں اور انہیں محبت اور رحمت کا درس دیتے ہیں- صوفیاء کرام کی دعوت ہی لوگوں میں محبت، امن کے فروغ اور حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کی دعوت ہے-

[17] (النجم: 3-4)

[18] (الاحزاب: 45)

[19] (التوبہ: 119)

بھکر — 26-01-2023 — دارالعلوم غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ط"[20]

"میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں"-

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو حضور نبی کریم (ﷺ) کی اتباع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بصیرت یعنی چشمِ باطن سے نواز دیتا ہے- بصیرت دل کی بینائی کا نام ہے- امام میر سید شریف علی جرجانی اور امام عبد الرؤف المناوی (رحمۃ اللہ علیہما) لکھتے ہیں کہ:

"اَلْبَصِیْرَۃُ: قُوَّۃٌ لِّلْقَلْبِ الْمُنَوَّرِ بِنُوْرِ الْقُدُسِ یَرٰی بِھَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ وَبَوَاطِنَھَا، بِمَثَابَۃِ الْبَصَرِ لِلنَّفْسِ یَرٰی بِہٖ صُوَرَ الْاَشْیَاءِ وَ ظَوَاھِرَھَا وَھِیَ الَّتِیْ یُسَمِّیْھَا الْحُکَمَاءُ اَلْعَاقِلَۃَ النَّظْرِیَّۃَ وَالْقُوَّۃَ الْقُدْسِیَّۃَ"[21]

"بصیرت اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہونے والے دل کی اُس قوت کا نام ہے جس کے ذریعے وہ اشیاء کی حقیقتوں اور اُن کے باطن کو دیکھتا ہے-(جانتا ہے) یہ جسم کی اس (ظاہری) آنکھ کے قائم مقام ہے جس کے ذریعے وہ اشیاء کی صورتوں اور ان کے ظاہر کو دیکھتا ہے اور یہی وہ (بصیرت) ہے جس کو حکماء عاقلہ نظریہ اور قوت قدسیہ کا نام دیتے ہیں"-

اہلِ نظر نے اسے قوتِ قدسیہ قرار دیا ہے اور یہ ایمان کی حقیقت ہے- سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرہ) چشمِ بصیرت حاصل کرنے کا نسخہ بیان فرماتے ہیں کہ جب بندہ اپنا سب کچھ اپنے مالک پہ قربان کر دیتا ہے، ہر وقت اپنی آنکھوں سے اسم اَللّٰہُ کا تصور کرتا ہے اور اپنی سانسوں کو ذکر اللہ میں مشغول کر لیتا ہے تو اسے دنیا سے بے رغبتی اور چشمِ بصیرت عطا ہو جاتی ہے- اصلاحی جماعت یہی دعوت لے کر آئی ہے کہ آئیں اپنے سینوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اتباعِ مصطفےٰ (ﷺ) سے روشن کر لیں کیونکہ یہی ہمارے لئے راہِ نجات ہے-

لیہ (فتح پور) — 27-01-2023 — دارالعلوم غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

سیدنا امام جنید بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جس کے ایک ہاتھ میں کتاب اللہ اور دوسرے میں حدیث مصطفےٰ (ﷺ) ہو- پیران پیر محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے 55 سال سے زائد عرصہ بغداد میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (ﷺ) کی تدریس فرمائی- سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے ہر مرتبہ شریعت سے حاصل کیا اور شریعت ہی کو اپنا پیشوا بنایا- تمام اولیاء اللہ کا یہی منہج اور اصول ہے کہ ہر وہ عقیدہ، عمل یا قول جس کی اصل کتاب و

---

[20] (الیوسف:108)

[21] (کتاب التعریفات/ التَّوقِیف علی مُھِمَّاتِ التَّعاریف)

سنت نہیں، وہ قابل اطاعت نہیں ہے- حضور نبی کریم (ﷺ) کی اتباع کا فیض ہے کہ اولیاء اللہ کو دل کی آنکھ نصیب ہوتی ہے- مثلاً: فزکس پڑھنے والوں کے کئی مقاصد ہوسکتے ہیں لیکن جس نے اس علم کے کمال کو پانے کیلئے، نئی دریافتوں اور نئی ایجادات کے تحت پڑھا ہوگا وہی اس علم کی اصل تک اور اس کی تہوں تک پہنچ سکتا ہے جس کا مقصد ایم ایس سی فزکس کر کے اسکول ٹیچر بھرتی ہونا تھا وہ ایک باعزت ذریعہ روزگار تک تو پہنچ جاتا ہے مگر ایجادات و دریافت اس کی پہنچ سے ہنوز دور ہے- بعین اسی طرح جو آقا کریم (ﷺ) کی اتباع کرتے ہیں ان میں اولیا اللہ اور صوفیائے کاملین کا طبقہ ایسا ہے جو اس علم کی حقیقت تک پہنچتے ہیں، باقی لوگ اس پہ گامزن ضرور ہوتے ہیں مگر وہ اس کی غواصی کی لذت سے ہنوز دور ہوتے ہیں- جو حصولِ بصیرت کی نیت کر کے اطاعت و اتباع کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ دل کی بینائی سے مشرف فرمادیتا ہے- بزبانِ حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرہ):

الف: اَحدّ جَد دِتّی دکھالی اَز خُود ہویا فَانی ھو — قُرب وِصال مَقام نہ مَنزل ناں اوتھے جِسم نہ جَانی ھو
نہ اوتھے عِشق محبت کائی نہ اوتھے کون مکانی ھو — عینوں عین تھیوسے باھوؒ سرّ وحدت سُبحانی ھو

اللہ تعالیٰ نے مرشد کامل کو دل کی آنکھ کے امراض کا ماہر بنایا ہے- اس کی بارگاہ میں چشمِ دل کا مرض دور ہوتا ہے اور حضور نبی کریم (ﷺ) کی اطاعت اور اتباع نصیب ہوتی ہے-

مظفر گڑھ — 28-01-2023 — ڈیرہ حق باھو

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اولیاء اللہ کی تعلیمات شریعت کی تعلیمات ہیں جو "فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ" کی دعوت دیتی ہیں- اولیاء اللہ کو بصیرت نصیب ہوتی ہے- بصارت کا تعلق انسان کی ظاہری اور بصیرت کا تعلق انسان کی باطنی آنکھوں سے ہے- اطاعت تو ہر کوئی کر سکتا ہے مگر چشم بصیرت صرف اسی کو نصیب ہوتی ہے جو عبادت دل کی روشنی کے لیے کرتا ہے اور خوش قسمتی سے اسے کسی مرشد کامل کی صحبت و رفاقت نصیب ہو جاتی ہے- مرشد کامل طالب کے وجود میں اللہ کی طلب کو فروغ دیتا ہے- حضرت خالد بن معدان (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

"مَا مِنْ عَبْدٍ إِلَّا وَلَهُ أَرْبَعُ أَعْيُنٍ، عَيْنَانِ فِي وَجْهِهِ يُبْصِرُ بِهِمَا أَمْرَ دُنْيَاهُ، وَعَيْنَانِ فِي قَلْبِهِ يُبْصِرُ بِهِمَا مَا وَعَدَ اللهُ بِالْغَيْبِ"[22]

"کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے چار آنکھیں نہ بنائی ہوں (ہر آدمی کیلئے چار آنکھیں ہیں) دو آنکھیں اس کے چہرے میں ہیں، جن کے ساتھ وہ اپنے دنیا کے معاملات کو دیکھتا ہے اور دو آنکھیں اس کے دل میں ہیں، جن کے ساتھ ان چیزوں کو دیکھتا ہے، جن کا اللہ عزوجل نے غیب کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے"-

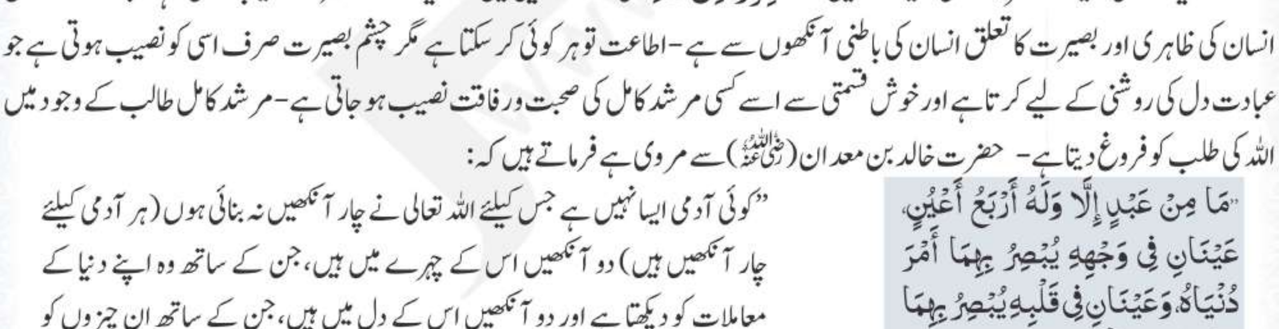

[22] (الزھد لأبی داود السجستانی)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ باطن کے ذریعے حاصل ہونے والا علم ’’علم لدنی‘‘ کہلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کو عطا فرماتا ہے- آج دنیائے اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ محمد عربی (ﷺ) کی کامل اتباع پر نہیں ہیں- اولیاء اللہ کی تعلیمات ہمیں اسی طرف گامزن کرتی ہیں اور ہمیں محبت، رحمت اور اعلیٰ اخلاق سکھاتی ہیں-

راجن پور	29-01-2023	اسٹیڈیم گراؤنڈ

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اولیائے کاملین نے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل حاصل کرنے کا سب سے پہلا قاعدہ طلبِ صادق اور دوسرا امرِ کامل کی صحبت بیان فرمایا ہے- سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرہ) فرماتے ہیں:

ی: یار یگانہ مِلسی تینوں جے سرٗ دِی بازی لائیں ھو — عِشق اللہ وِچ ہو مَستانہ ھو ھو سَدا اَلائیں ھو
نال تصوّر اِسم اللہ دے دَم نُوں قید لگائیں ھو — ذاتے نال جاں ذاتی رَلیا' تَد باھوؒ نام سَدائیں ھو

آپ (قدس اللہ سرہ) فرماتے ہیں کہ مالکِ یکتا وحدہٗ لاشریک کی ذات اس وقت نصیب ہوتی ہے جو اپنے نفس کے ارادے کو اللہ کے ارادے کے سامنے قربان کر دیتا ہے اور اس کا مفصل راستہ بھی آپ (قدس اللہ سرہ) نے بیان فرمایا ہے- طالب کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک اسمِ اَللّٰہُ کے ذکر میں ایسا مست ہو جائے کہ اس کے ظاہر اور باطن میں اسمِ ھو کی سدائیں بلند ہوں- آپؒ فرماتے ہیں کہ یہ وہ طریقہ ہے جو انسان کے سینے کو روشن کرتا ہے اور اس کے قلب کی آنکھ کو وہ نور عطا کر دیتا ہے جس کے سامنے پردہ حائل نہیں رہتا- انسان کی آنکھیں جب کسی منظر کو دیکھتی ہیں تو وہ منظر اس کے دل و دماغ پہ تاثیر ڈالتا ہے بعین اسی طرح اللہ پاک کے اسم کے خوبصورت منظر کو دیکھ کر انسان کے دل پہ انوار اترتے ہیں- اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین کی یہی دعوت ہے کہ آئیں اور اسمِ اللہ کے نور سے اپنے سینوں کو روشن کریں-

کندھ کوٹ	30-01-2023

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

جو حضور سالتِ مآب (ﷺ) کے عشق کو اپنا کر آپ (ﷺ) کی اطاعت اور اتباع میں آجاتے ہیں ازروئے قرآن اللہ ان کو بصیرت عطا فرما دیتا ہے پھر یہ ظاہری پردے ان کی نگاہوں کے سامنے سے اٹھا لئے جاتے ہیں- جیسا کہ حضرت حارث بن مالک انصاری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے پاس سے گزرے، تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

’’اے حارث! تو نے کیسے صبح کی؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے سچے مومن کی طرح یعنی (حقیقت ایمان کے ساتھ) صبح کی- حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: یقیناً ہر ایک شے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے- سو تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میرا نفس دنیا سے بے رغبت ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے اپنی راتوں میں بیدار اور دن میں (عشقِ الٰہی میں) پیاسا رہتا ہوں- اور (حالت یہ ہے) گویا میں اپنے رب کے عرش کو سامنے دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں، جنت میں اہل جنت کو ایک

دوسرے سے ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ مَیں، دوزخ میں، دوزخیوں کو (تکلیف سے) چلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اے حارث! تو نے (حقیقت ایمان کو) پہچان لیا، اب (اس کو) پکڑے رکھ - یہ کلمہ آپ (ﷺ) نے تین مرتبہ فرمایا‘‘-[23]

جیکب آباد | 31-01-2023 | حمیدیہ ہائی اسکول گراؤنڈ

صدارت و خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں جو قرآن و سنت پہ عمل پیرا ہوتے ہیں، کے ساتھ الہام کے ذریعے کلام فرماتا ہے - جیسا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کے متعلق سورہ قصص میں بیان ہوا:

’’وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ‘‘[24]

’’اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف الہام کیا کہ انہیں دودھ پلائیں‘‘-

تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) مرد ہیں - حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ عورت ہیں یعنی نبی نہیں ہیں لیکن اللہ نے ان کی طرف الہام فرمایا- اولیاء اللہ کی راہ کتاب و سنت کی راہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے کتابِ مقدس میں واضح فرمادیا کہ جو حضور نبی کریم (ﷺ) کی اتباع کرتے ہیں انہیں بصیرت نصیب ہو جاتی ہے - امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) مؤطا شریف میں سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کی بصیرت کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ وقتِ وصال آپ (رضی اللہ عنہ) نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کہ میرے بعد تم میرے مال کی تقسیم اپنے دو بھائی اور دو بہنوں کے درمیان کتاب و سنت کے مطابق کرنا- جبکہ ابھی آپؓ کی دوسری بہن کی ولادت نہ ہوئی تھی اور وہ حضرت بنتِ خارجہ کے بطن میں ہی تھیں - حالانکہ اس وقت کوئی جدید ٹیکنالوجی کا تصور نہیں تھا لیکن یہ صدیقِ اکبر (رضی اللہ عنہ) کی بصیرت تھی کہ انہیں قبل از ولادت معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک اور بیٹی سے نوازنا ہے-

مولانا جلال الدین رومی مثنوی شریف میں ایک سبق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شَیر و شِیر

’’اولیا اللہ کو اپنے جیسا نہ سمجھ، جیسا کہ لکھنے میں شیر (جانور) اور شیر (دودھ) ایک جیسے ہیں لیکن اپنی تاثیر میں الگ ہیں‘‘-

ایسے ہی گو کہ عام لوگ بھی بشر ہیں اور اولیا اللہ بھی بشر ہیں مگر روحانی طور پہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو عام لوگوں سے بلند رتبے عطا کرتا ہے - صالحین اور عام بندے برابر نہیں حالانکہ دونوں ہی بنی نوع انسان ہیں لیکن معاملہ یہ ہے کہ عام بندہ ’’بصارت‘‘ سے دیکھتا ہے اور اولیاء اللہ ’’بصیرت‘‘ یعنی اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں-

[23] (مصنف ابن أبي شيبة)

[24] (القصص:7)

لاڑکانہ — 01-02-2023

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

حضور سید الانبیاء(ﷺ) کا فرمان مبارک ہے:

”اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ تَعَالٰی“

”مومن کی فراست (دُور اندیشی) سے ڈرو بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے“۔

مومن کی بینائی میں اللہ کا نور شامل ہوتا ہے۔اگر ظاہری آنکھ کی بینائی کمزور ہو جائے تو ڈاکٹر اس کا علاج کرتا ہے۔بعین ایسے ہی جیسے یہ آنکھ خراب ہو جاتی ہے ایسے ہی جب دل کی آنکھ بیمار ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ“[25]

”تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں“۔

جب دل کی آنکھوں کو بینائی نصیب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے سے پردے ہٹا دیتا ہے۔جیسا کہ ایک دن غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر (قدس اللہ سرّہٗ) کرسی پر بیٹھے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے، قریباً دس ہزار افراد مجلسِ وعظ میں حاضر تھے، شیخ علی بن ہیتی، حضرت غوث الاعظمؒ کی کرسی کے پائے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، شیخ علی بن ہیتی کو نیند آگئی، حضرت غوث الاعظم نے حاضرین کو خاموشی کا حکم دیا سب لوگ خاموش ہو گئے، حالت یہ تھی سانس لینے کی آوازوں کے علاوہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا، حضرت غوث الاعظم کرسی سے نیچے اترے اور شیخ علی ہیتی کے سامنے باادب کھڑے ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگے، شیخ علی بیدار ہوئے تو حضرت غوث الاعظم نے کہا تمہیں خواب میں حضور نبی کریم (ﷺ) کی زیارت ہوئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا، ہاں! فرمایا: اسی لئے میں تمہارے سامنے باادب کھڑا تھا، تمہیں نبی کریم (ﷺ) نے کیا نصیحت کی؟ کہنے لگے کہ آپ کی مجلس میں باقاعدہ حاضری دیا کروں، شیخ علی نے کہا کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا حضرت غوث الاعظم نے بیداری میں دیکھا۔[26]

گھوٹکی — 02-02-2023

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے کسی بھی چیز کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا۔ہر شے ایک مقصد کے تحت پیدا کی گئی اور وہ روزانہ ہر وقت اپنے مقصد کو پورا کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی تمام تر تخلیقات میں انسان کو اشرف قرار دیا گیا ہے اور اسے یہ شرف اس کے مقصد کی وجہ سے ہی حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ“[27] ”اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا“۔

---

[25] (الحج:46)　[26] (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف)　[27] (الذاریات:65)

غور کرنا ہے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خالص ہیں - کیا ہماری عبادات اللہ کے لئے ہوتی ہیں؟ کیونکہ جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اسے اللہ کی راہ سے بھٹکانے کے لئے شیطان نے کئی رکاوٹیں بنائے رکھی ہیں - شیطان یا تو خدا کے تصور کا منکر بناتا ہے یا خدا کے تصور میں دھندھلاہٹ پیدا کر دیتا ہے - اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ اپنی عبادت کو اللہ کی ذات کے لئے خاص کر لیا جائے - جنت کے کئی درجے ہیں اور اولیاء اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ جنت، جنتِ قرب ہے، جہاں اسے اللہ کی قربت اور وصال نصیب ہو گا - جنت کی آسائشات و انعامات از روئے قرآن برحق ہیں لیکن یاد رکھیں! جیسے ایک سپاہی کا مقصد ملک کا دفاع ہے نہ کہ اس کے تمغے - بعین اسی طرح جنت مومن کی ریاضات کا انعام جنت ہے لیکن مومن کی منزل اس سے بھی بلند و بالا ہے یعنی رضائے حق اور لقائے حق - اس لئے ضروری ہے کہ اپنا ہر عمل اپنے مالک کی ذات کے لئے خاص ہو -

رحیم یار خان	03-02-2023	مرکزی عید گاہ

صدارت و خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

تخلیق کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“[28]

”اور اس نے ہر چیز کو بنایا ہے، اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے“-

اگر تخلیق و مخلوق میں غور کیا جائے تو ان میں درجات موجود ہیں - انسان کو تمام مخلوقات میں اشرف بنایا - ہر صنف میں درجات رکھے اور ان میں تنوع عطا فرمایا - بعض کو کُل پہ فضیلت عطا فرمائی مثلاً دنیا میں بہت سے میدان ہیں لیکن اللہ نے میدانِ احد و بدر، میدانِ عرفات و منیٰ کو فضیلت دی - پہاڑوں کا جائزہ لیں تو ان میں بھی بعض کو فضیلت عطا فرمائی جیسے صفا مروہ کی پہاڑیاں، کوہِ طور، جبلِ احد - اسی طرح مساجد میں بھی درجات ہیں - حدیث پاک میں آیا ہے کہ مسجدِ نبوی (ﷺ) میں نماز ادا کرنا عام مسجد سے 50 ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے - غور کریں کہ نماز وہی ہے لیکن مقام کی تبدیلی سے اس کی فضیلت بڑھ گئی - بظاہر اشیاء دکھنے میں ایک سی ہو سکتی ہیں لیکن وہ اپنی فضیلت کے باعث دیگر سے ممتاز ہوتی ہیں -

[28] (الانعام:101)

بعین اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں بھی درجات رکھے ہیں- کچھ ’’احسن التقویم‘‘ کے درجے پہ ہیں اور کچھ ’’اسفل السافلین‘‘ کے- کچھ انسان ایسے ہیں جن کے وجود سے نحوست ظاہر ہوتی ہے اور کچھ انسان ازروئے حدیث ایسے بھی ہیں جن کے چہروں کو دیکھنے سے اللہ یاد آجاتا ہے- یہ وہ بندے ہوتے ہیں جن کی صحبت سے بدبختیاں خوش بختی میں تبدیل ہو جاتی ہیں- یہ وہ بندے ہیں جن کی راہ پہ چلنے کے لئے ہر مسلمان نماز کی ہر رکعت میں دعا کرتا ہے:

’’صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ‘‘[29] ’’ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا‘‘-

لودھراں | 04-02-2023 | ماڈل ویو کالونی

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

’’وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا‘‘[30] ’’اور ہم نے انہیں علم لدنی عطا کیا تھا‘‘-

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت خضر (علیہ السلام) کے متعلق فرمایا کہ انہیں علمِ لدنی عطا کیا گیا- محی السنہ امام بغوی علیہ الرحمہ و دیگر ائمہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں قول کیا کہ علم لدنی سے مراد باطن کا وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو الہام کے ذریعے عطا کرتا ہے- قرآن مجید صاحبِ علمِ لدنی کے بارے میں ’سورہ کہف‘ میں بیان کرتا ہے کہ حضرت خضر (علیہ السلام) نے شیر خوار بچے کو قتل کر دیا تو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے سوال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بڑے ہو کر اپنے والدین کے لئے فتنہ بنتا- قرآن نے حضرت خضر (علیہ السلام) کے عمل کی تکذیب نہیں بلکہ تحسین فرمائی- معلوم ہوا اللہ تعالیٰ جسے علمِ لدنی سے نواز دیتا ہے تو اس کے سامنے آنے والے زمانے بھی حجاب نہیں رہتے- اللہ تعالیٰ ایسی چشمِ الہام اپنے مومن بندے کو عطا کرتا ہے-

علم سے جو طلب کیا جائے وہ حاصل ہو جاتا ہے- جو علم سے اللہ کی طلب کرتا ہے اسے اللہ مل جاتا ہے- حضرت سلطان باھو (قدس اللہ سرہ) کی تعلیمات کے مطابق یاریگانہ ذاتِ حق تعالیٰ اسے نصیب ہوتی ہے جو اپنا سر قربان کر دے یعنی جو اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے-

گجرات | 21-02-2023

صدارت: عکسِ سلطان الفقر حضرت سلطان حاجی محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

اللہ تعالیٰ نے جس قدر تمام مخلوقات میں انسان کو شرف و بزرگی سے نوازا ہے اسی قدر اس کو سمجھنا بھی آسان نہیں بلکہ کسی ایسے استاد اور راہبر کی ضرورت ہے جو اس میں اترنے کا فن جانتا ہو- لیکن اولیاء کرام اس مشکل کو آسان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان کو تین پہلوؤں میں دیکھا جائے تو یہ مسئلہ آسان ہو جاتا ہے-

1. ظاہر
2. باطن
3. حقیقت

---

[29] (الفاتحہ:6)

[30] (الکہف:65)

ظاہر سے مراد بدن ہے، باطن سے مراد روح ہے اور حقیقت میں حضرت انسان ہے- ان تینوں کے پروان چڑھنے کے الگ الگ تقاضے ہیں- مثلاً بدن پر عبادت لازم ہے اور روح کیلئے معرفت اور ذکر الٰہی ہے اور حضرت انسان ان دونوں کو ملا کر خلافت کیلئے بنایا گیا ہے- مگر آج حضرت انسان اپنے مقام سے غافل ہو کر دنیا کی رنگینیوں میں کھو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے مالک و خالق کو بُھلا بیٹھا ہے- بلکہ دراصل! اس نے خود کو بھلا دیا ہے- فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

’’اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ‘‘[31]

’’سو کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار (بے مقصد) پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟‘‘

جہلم 22-02-2023

صدارت: عکس سلطان الفقر حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوقات میں سے اشرف المخلوق انسان کو بنایا ہے جس کی وجہ سے وہ بے حد اہمیت کا حامل ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ‘‘[32] ’’اور تحقیق ہم نے اولادِ آدم کو عزت والا بنایا‘‘-

انسان کی اتنی عزت و اہمیت کو جاننے کے لئے ہمیں اس کی تخلیق میں فکر کرنی ہوگی فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

’’فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ‘‘[33]

’’پس جب میں اسے تیار کر لوں اور اس کے اندر اپنی رُوح پھونک لوں تو اے ملائکہ تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر جانا‘‘-

معلوم ہوا کہ انسان دو جسموں کا مجموعہ ہے ایک ظاہری وجود جو مٹی سے بنا ہے اور ایک باطنی وجود جو اللہ پاک کے نور سے تخلیق کیا گیا ہے- ظاہری وجود کی خوراک اس وجود سے میسر ہوتی ہے جبکہ باطنی وجود کی خوراک ذکرِ الٰہی اور یادِ الٰہی ہے- فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

’’اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ‘‘[34] ’’خبردار! اللہ پاک کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے‘‘-

کیونکہ کل قیامت کے دن جو چیز انسان کو نفع دے گی وہ انسان کا سلامتی والا دل ہے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

’’یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَo اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ‘‘[35] ’’قیامت کے دن مال اور اولاد کام نہیں آئیں گے بلکہ قلبِ سلیم کام آئے گا‘‘-

دل کی سلامتی کا نسخہ ’’اسم اعظم‘‘ ہے جس کو اصلاحی جماعت عام کر رہی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان شریعت و طریقت دونوں کو اپنا کر کامیابی و کامرانی حاصل کرے-

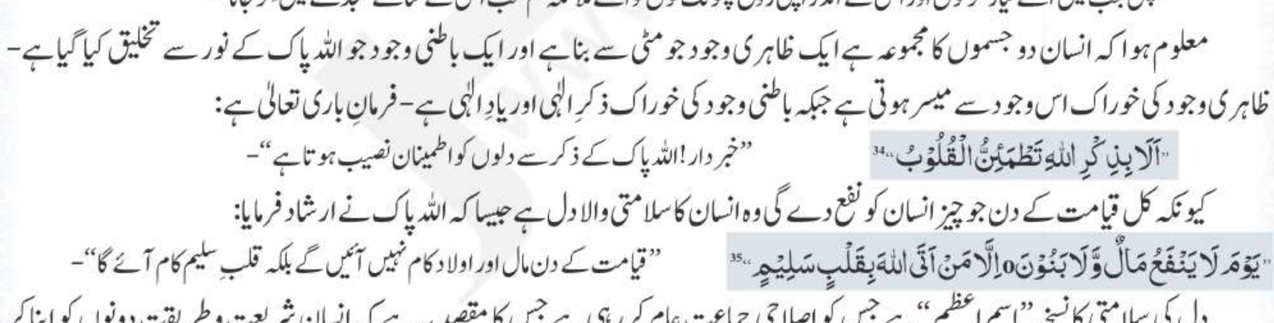

[31] (المومنون:115) [32] (بنی اسرائیل:70) [33] (الحجر:29) [34] (الرعد:28) [35] (الشعراء:88-89)

منڈی بہاؤالدین 23-02-2023

صدارت: عکسِ سلطان الفقر حضرت سلطان حاجی محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

اسلام میں داخلے کا یہ امتیاز ہے کہ انسان کی زندگی میں جو برے اعمال ہوئے ہوتے ہیں وہ ختم ہو جاتے ہیں اور کلمہ طیب پڑھنے سے انسان ناپاکی سے پاکیزگی میں آجاتا ہے- اگرچہ انسان ایک سو سال بعد ہی کلمہ طیب پڑھے تو اس کے سو سال کا کفر ختم ہو جائے گا اور وہ ایک مسلمان کہلائے گا- مگر یاد رکھیں! کہ کلمہ طیب پڑھنے کے بعد مسلمان کے اوپر جو احکامات لاگو ہوتے ہیں ان کو دیکھنا ضروری ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ اور حج- ان اعمال کی چاشنی اور تاثیر کے لئے ایسے رہبر کی ضرورت ہے کہ جس کی راہنمائی و تربیت کو پا کر انسان اپنے ظاہر اور باطن کو پاک کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لے- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ“[36] ”اور تم ظاہری اور باطنی (یعنی آشکار و پنہاں دونوں قسم کے) گناہ چھوڑ دو“-

جسم کی طہارت کا ایک الگ طریق ہے اور باطن کی پاکیزگی کا ایک الگ طریق- جیسا کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَّ صِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى“[37] ”ہر چیز کو صاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے دل کو صاف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے“-

سرگودھا 24-02-2023 مرکزی عید گاہ

صدارت: عکسِ سلطان الفقر حضرت سلطان حاجی محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھیں تو صرف دو ہی راستے ہیں: **”رحمانی“** اور **”شیطانی“**- دین اسلام ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول (ﷺ) کی طرف بلاتا ہے جبکہ شیطان ہمیں گمراہی کی طرف لے جاتا ہے- اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ“ ”اے ایمان والو! اِسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے“-

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان دونوں راستوں کی نشاندہی بھی کروائی اور اختیار بھی دیا کہ اپنی مرضی کے مطابق جو راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو اسے اختیار کرو- فرمانِ خداوندی ہے:

”اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا“[38] ”بے شک ہم نے اسے راہ بتائی یا حق مانتا یا ناشکری“-

اگر شکر کا راستہ اختیار کرنا ہے تو پھر اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے احکامات کی پیروی کرنا ہو گی اور اس کے برعکس اگر شیطان کے راستے کو اختیار کرو گے تو شیطان تمہیں کفر کے بہکاوے میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کی ذات سے غافل کر دے گا- اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے شکر کا راستہ اختیار کرنا چاہیے تاکہ ہم اپنے مالکِ حقیقی کی یاد میں رہ کر اس کا قرب و وصال حاصل کریں-

[36](الانعام:120) [37](مشکوۃ المصابیح، کتاب الدعوات) [38](الدھر:3)

کراچی 12-03-2023 نشتر پارک

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

ہر مومن مسلمان کے لیے نعمتِ عظمیٰ حضور نبی کریم (ﷺ) کی ذات اقدس ہے- ہر عاشقِ رسول (ﷺ) کی تمنا ہے کہ اسے اپنے آقا کریم (ﷺ) مبارک چہرے کی زیارت نصیب ہو- اہل اللہ حضور نبی کریم (ﷺ) کی زیارت کے لیے قرآن مجید اور سنت مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں- حضور نبی کریم (ﷺ) اپنے مزار شریف میں جلوہ فرماہیں وہ عالمِ برزخ ہے- اِمام طبری (رحمۃ اللہ علیہ) و دیگر مفسرین نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت کے درمیان جو مقام اور مرحلہ ہوتا ہے اس کو برزخ کہتے ہیں- "سنن الترمذی" میں حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت میں ہے کہ جب منکر نکیر اِس میت سے پوچھتے ہیں: "تو اس عظیم شخص (آقا کریم (ﷺ) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے: "وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے (خاص) بندے اور رسول ہیں- پھر اس کی قبر کو ستر ستر گز طولاً عرضاً وسیع کر دیا جاتا ہے-

قرآن مجید سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ سیدنا سلیمان (علیہ السلام) کے وصال کے بعد بھی ان کا وجودِ مبارک بدلا نہیں، نہ ہی اس میں تغیر آیا- اسی طرح ازروئے قرآن شہید قبر میں زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے اور شہید کو مردہ سمجھنے اور مردہ کہنے کی ممانعت ہے، شہید نبی کا امتی ہوتا ہے- جس کا کلمہ پڑھ کر شہید قبر میں زندہ ہے اس نبی کی اپنی حیاتِ مبارک بطریقِ اولیٰ واضح ہو جاتی ہے- الغرض! حضور نبی کریم (ﷺ) کی زیارت کا ایک طریقہ کثرتِ درود پاک ہے اور ایک طریقہ تربیتِ اولیاء اور تزکیۂ نفس ہے- اس کا ایک طریقہ طریقتِ قادریہ میں حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے ذکر اسم اللہ کا بھی بتایا ہے- کیونکہ جب بندہ کثرت سے اسم اَللّٰہُ کا ذکر کرتا ہے تو اس کا سینہ روشن ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں میں یہ تاب آجاتی ہے کہ وہ حضور نبی کریم (ﷺ) کی مبارک چہرے کی زیارت کر سکے-

☆☆☆

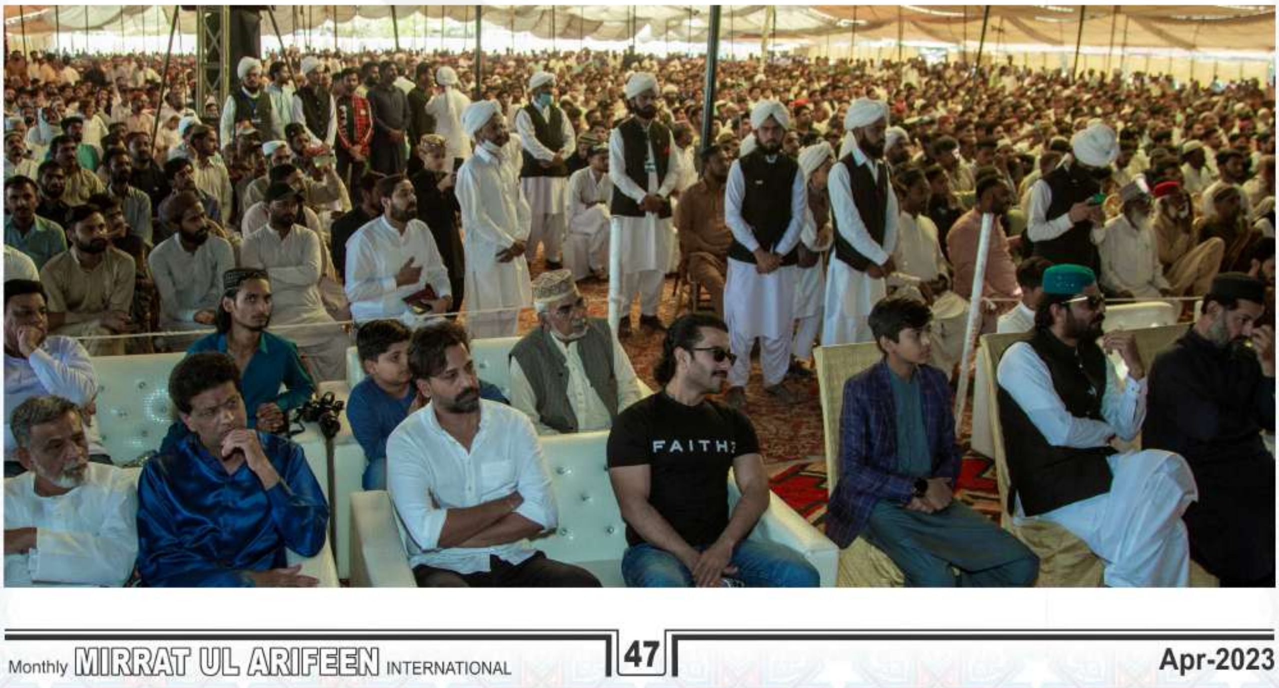

شمس العارفین

تصنیف لطیف از:

سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین

حضرت سخی سلطان باھوؒ

قسط: 27

مترجم: سید امیر خان نیازی

جس طالب کا ظاہر باطن ایک ہو جائے اور وہ یکجائی کے اُس مقام پر قائم رہے اور اُس کے درجات میں ترقی نہ ہو تو وہ توحید میں غرق ہوتا ہے اور توحیدِ الٰہی ایسے ہی اہلِ توحید پر مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دروازہ کھولتی ہے- جان لے کہ اپنے اپنے مقام و مرتبے کے لحاظ سے خاص مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نو(9) مقامات پر قائم ہوتی ہے- (1) مقامِ ازل میں، (2) مقامِ ابد میں (3) حرمِ مدینہ میں روضہ مبارک میں (4) داخلیٔ خانہ کعبہ یا حرمِ خانہ کعبہ یا میدانِ عرفات میں جہاں لبیک و دعائے حج قبول ہوتی ہے، (5) عرش کے اوپر، (6) مقامِ قابَ قوسین میں، (7) مقامِ بہشت میں جہاں سے اگر کچھ کھا پی لیا جائے تو عمر بھر نہ تو بھوک پیاس لگتی ہے اور نہ ہی نیند آتی ہے، (8) مقامِ حوضِ کوثر پر جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک سے شراباً طہورا پی لیا جائے تو وجود پاک ہو جاتا ہے اور ترک و توکل و توحید و تجرید و تفرید اور توفیقِ الٰہی نصیب ہو جاتی ہے اور بندہ انوارِ ربوبیت کی دید میں غرق رہتا ہے- جو طالب اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے وہ معرفتِ فقر کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے- جو طالب اِن نو (9) مقامات پر مجلسِ خاص میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دنیا یا اہلِ دنیا کا سوال کر بیٹھے وہ مرتبۂ محمود سے گر کر مرتبۂ مردود پر آ جاتا ہے- جو طالب مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری کے اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اُس کی روح فرحت یاب ہو جاتی ہے اور اُس کے نفس کی ہستی نیست و نابود ہو جاتی ہے- جب کوئی طالب اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں داخل ہوتا ہے تو اُس پر چار نظروں کی تاثیر وارد ہوتی ہے، حضرت صدیقِ اکبر (رضی اللہ عنہ) کی نظر سے اُس کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ و نفاق اُس کے وجود سے نکل جاتا ہے- حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کی نظر سے عدل اور محاسبۂ نفس کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اُس کے وجود سے خطراتِ ہوائے نفسانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے- حضرت عثمانِ غنی (رضی اللہ عنہ) کی نظر سے ادب و حیا پیدا ہوتا ہے اور اُس کے وجود سے بے ادبی و بے حیائی ختم ہو جاتی ہے اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی نظر سے علمِ ہدایت و فقر پیدا ہوتا ہے اور اُس کے وجود سے جہالت اور حُبِّ دنیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے- اِس کے بعد طالب لائقِ تلقین بنتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے دست بیعت فرما کر مرشدی کے لاتخف ولا تحزن مراتب عطا فرماتے ہیں- الغرض! مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک کسوٹی ہے کہ بعض طالب تو دیدارِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مشرف ہو کر صادق و دل صفا ہو جاتے ہیں اور کل و جز کے جملہ مطالب حاصل کر کے پورے یقین کے ساتھ ترک و توکل اختیار کر لیتے ہیں اور نورِ توحید میں غرق ہو کر ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں اور بعض کاذب جب مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پہنچتے ہیں اور وہاں وِرد و ظائف اور نص و حدیث کا ذکر سنتے ہیں تو نفاقِ دل کے باعث اُس پر یقین نہیں کرتے اِس لئے وہ مرتبۂ محمود سے گر کر مردُود و مرتد ہو جاتے ہیں اور انکار کی راہ پر چل نکلتے ہیں- مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں-

(جاری ہے)

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

کلمیں دی کل تداں پیوسے جداں مرشد کلمہ دسیا ھو
ساری عمر وچ کفر دے جالی بن مرشد دے دسیا ھو
شاہ علی شیر بہادر وانگن وڈھ کلمیں کفر نوں سٹیا ھو
دل صافی تاں ہووے باھو جاں کلماں نوں نوں رسیا ھو

Understood kalima when murshid taught kalima Hoo
Without perfect murshid spent whole life in kufr Hoo
Like Shah Ali ra gallant lion kalima severed kufr away Hoo
Heart is cleansed Bahoo when every hair is immersed in kalima Hoo

Kalmay di kal tada'N piyosay jada'N murshid kalma'N dassya Hoo
Sari umar wich kufr day jail bin murshid day dassya Hoo
Sha Ali sher bahadur wangan wa'Dh kalmay kufr no'N sa'Tya Hoo
Dil safi ta'N howay Baho ja'N kalma'N lo'H lo'H rassya Hoo

تشریح:

1- کلمہ طیبہ کی حقیقت تب سمجھ میں آتی ہے جب مرشد اکمل کلمہ طیبّہ کی تلقین فرماتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو کلمہ طیّبہ کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’اے علی! آنکھیں بند کر لے اور اپنے دل میں ذکرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آواز سن‘‘ (اسرار القادری)- اس لیے حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’کلمہ طیب کا ذکر تاثیر نہیں کرتا جب تک کہ مرشدِ کامل کے ارشاد کے تحت نہ ہو اور اگر کلمہ طیب ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ کا ذکر ارشادِ مرشدِ کامل کے تحت کیا جائے تو توحید و توکل دونوں حاصل ہو جاتے ہیں- (محک الفقر کلاں)

2- طالب شرفِ دستِ بیعت سے پہلے بھی احکامِ اسلام کو دل و جان سے بجالانے والا ہوتا ہے لیکن مرشد کامل و اکمل کی رفاقت کے بعد جو اللہ عزوجل کے انعام و اکرام اور فیوض و برکات کا مشاہدہ کرتا ہے، اُن کو دیکھ کر اس کو اپنی سابقہ زندگی گویا ناکام اور بے مقصد نظر آتی ہے- جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

’’سالہا سال کی ریاضت سے مرشدِ کامل کی ایک توجہ بہتر ہے کہ مرشدِ کامل ایک ہی ساعت میں معرفتِ الٰہی کے اُس مرتبے پر پہنچا دیتا ہے کہ جس کے ایک ہی نکتہ میں کل و جز سما جاتا ہے اور وہ ایک ہی نکتہ سے دونوں جہان کا تماشا کھول کر دکھا دیتا ہے- الغرض! عارف باللہ ایک ہی نظر میں تصورِ اسم اللہ ذات، تیغِ کلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، ختمِ قرآن اور تلاوتِ آیاتِ قرآن سے نفس کو قتل کر کے اُس کے شر سے نجات دلا دیتا ہے اور دونوں جہان کا تماشا پشتِ ناخن پر دکھا دیتا ہے‘‘- (اسرار القادری)

3- کلمہ طیبہ باطن کی ظلمات و تاریکیوں کو یوں ختم کرتا ہے جیسے سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا (رضی اللہ عنہ) نے قلعہ خیبر کو اکھاڑ پھینکا تھا اور کفر کو نیست و نابود فرمایا تھا جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’جان لے کہ کلمہ طیب کے شروع میں لَآ اِس لئے رکھا گیا ہے کہ لَآ کی صورت قینچی کی سی ہے اور لَآ کی یہ قینچی گناہوں کو اِس طرح کاٹتی ہے جس طرح کہ لوہے کی قینچی کپڑے کو یا پھر یہ کہ ’’لَآ‘‘ کی صورت دو دھاری تلوار کی سی ہے جو نفس کافر کو قتل کر دیتی ہے- لَآ نفس کی نفی کر کے اُسے نیست و نابود کر دیتا ہے سب سے پہلے لَآ سے نفس کی مطلق نفی ہو جاتی ہے اور وہ اِلٰہَ تک پہنچ جاتا ہے جہاں اُس پر اِلَّا اللّٰہُ کی معرفت کھل جاتی ہے اور اِلَّا اللّٰہُ اُس پر ثابت ہو جاتا ہے- جب ’’اِلَّا اللّٰہُ‘‘ کا اثبات اُس پر ثابت ہو جاتا ہے اور وہ اثبات میں آ جاتا ہے تو ’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ کا اِقرار اُسے جمعیتِ اِیمان بخش دیتا ہے اور روحِ اِیمان سے متفق ہو کر اُسے اپنا رفیق بنا لیتی ہے‘‘- (کلید التوحید کلاں)

مزید ارشاد فرمایا: جب انسان کہتا ہے ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ تو کلمہ طیب کا ہر حرف اُس کے ہر گھنٹے کے گناہوں کو جلا کر اِس طرح ختم کرتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑی کو جلا کر ختم کرتی ہے- سیدی رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان مبارک ہے: ’’اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کلمہ طیب میری پناہ گاہ ہے جو کوئی اِس پناہ گاہ میں آ جاتا ہے وہ میرے غضب سے محفوظ ہو جاتا ہے‘‘ (عین الفقر)- آپؒ مزید ارشاد فرماتے ہیں: ’’اِس طرح جب دل اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب کا ذکر کرتا ہے تو ہر بار اُسے ستر ہزار ختمِ قرآن مجید کا ثواب ملتا ہے بلکہ اِس سے بھی زیادہ بے حد و بے حساب ثواب ملتا ہے‘‘- (کلید التوحید کلاں)

4- ’’کلمہ طیب آفتاب کی مانند ہے جس کے وجود میں تاثیر کرتا ہے اپنی روشنی سے اُس کے دل کو منور کر دیتا ہے‘‘- (نور الھدیٰ)

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: جس شخص کے وجود میں کلمہ طیب تاثیر کرتا ہے اور اُسے نفع دینے لگتا ہے تو اُس کی رگ رگ میں کلمہ طیب دریا کی طرح جاری ہو جاتا ہے اور سر سے قدم تک اُس کے وجود کا ہر بال کلمہ طیب کا وِرد کرنے لگتا ہے- اِس طرح جب اُس کے وجود میں کلمہ طیب قرار و سکون پکڑ لیتا ہے تو اُس کی روح فرحت یاب ہو جاتی ہے، قلب زندہ ہو جاتا ہے‘‘ (نور الھدیٰ)-

JUNAGADH

PURSUIT OF UNTOLD HISTORY & FACTS

Published & Available

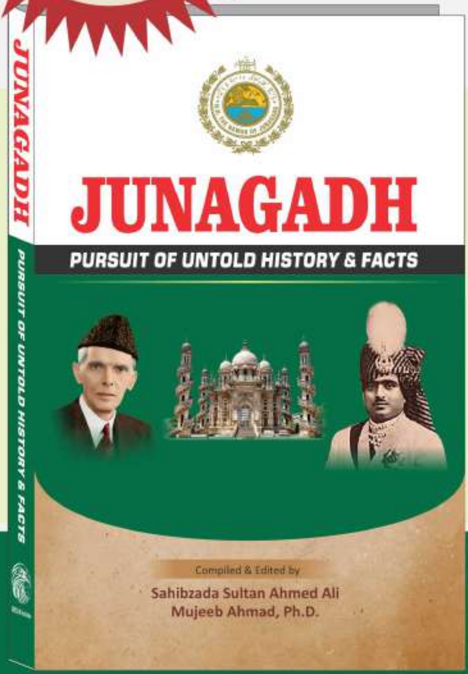

یہ کتاب ریاست جونا گڑھ پہ تحقیقی نوعیت کی پہلی کاوش ہے جس کی تدوین دیوان آف جونا گڑھ صاحبزادہ سلطان احمد علی اور ڈاکٹر مجیب احمد نے کی ہے۔

اس میں ریاست جونا گڑھ کے قیام، بابی دورِ حکومت کی تاریخ، جونا گڑھ کا پاکستان سے الحاق، بھارت کا جونا گڑھ پر غاصبانہ قبضہ، جونا گڑھ کے لیے پاکستان کی سیاسی و قانونی جدوجہد اور مسئلہ جونا گڑھ کی خطے میں معاشی و تزویراتی اور دفاعی اہمیت سمیت دیگر متعلقہ موضوعات پہ تحقیقی ابواب شامل ہیں جنہیں مختلف یونیورسٹیز کے محققین و سکالرز نے تحریر کیا ہے۔

ریاست جوناگڑھ کی تاریخ، پاکستان سے الحاق، بھارتی غاصبانہ قبضہ اور مسئلہ جوناگڑھ کی موجودہ صورتحال کے متعلق اپنی نوعیت کی پہلی کتاب

جنوبی ایشیاء بالخصوص پاکستان اور بھارت کی تاریخ میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے

ایک نایاب تحقیقی تحفہ

MUSLIM Institute
ISLAMABAD - LONDON
Web: www.muslim-institute.org

پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں